13/11 18/10

اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

عزیزانِ گرامی!

مملکت خداداد پاکستان میں نظام شریعت کے نفاذ اور اسلام کی سر بلندی اور غلبۃ کے لیے صحابۂ کرام اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمہ قسم کی قربانی کے لیے خود کو تیار کریں۔

اور نظام شریعت کانفرنس لاہور کے موقع پر اس عزم کا اظہار کرنے کے لیے یک جا ہوں۔

(مولانا عبید اللہ انور)

لاہور چلو!

ختمِ رُسل کے دیوانو! لاہور چلو! ہادیِ کُل کے فرزانو! لاہور چلو!
سرورِ دیں کے مہمانو! لاہور چلو! اے توحید کے مستانو! لاہور چلو!
پرچمِ نبوی کرنا ہے بالا و بُلند اٹھو اب اے ذی شانو! لاہور چلو!
خارِ مُغیلاں راہ میں آئیں لاکھ، مگر گلشنِ دیں کے ریحانو! لاہور چلو!
ساقیِ کوثر کی عزت پہ مر مٹنے سُود و زیاں سے بیگانو! لاہور چلو!
دُہراؤ پھر حضرتِ مدنی کی تاریخ شیخ الہند کے پروانو! لاہور چلو!
آمرِ وقت نے پھر للکارا ہے تم کو مفتیِ اعظم کی مانو! لاہور چلو!
خُوں آشاموں سے چاہتے ہو گر بچنا کھیت کو چھوڑو دہقانو! لاہور چلو!

پاک وطن کے ہر گوشے ہر خطے سے
دین کے حامی انسانو! لاہور چلو!

اکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

نظامِ شریعت کانفرنس

آج سے تقریباً تین ماہ قبل جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان نے مرکزی مجلس شوریٰ کے نمائندہ اجلاس میں جس فقید المثال نظامِ شریعت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا تھا اس کی منزل قریب سے قریب تر آرہی ہے۔ یہ عدیم النظیر کانفرنس لاہور کے تاریخی شہر میں ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ / مارچ کو منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس کی مجلس استقبالیہ مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ پنجاب کی سربراہی میں ہمہ جہت تیاریوں میں ہمہ وقت مصروف ہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے کانفرنس کو ہر سطح پر کامیاب بنانے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ہر شہر اور ہر قریہ میں اجتماعات منعقد کیے جا رہے ہیں، اجلاس بلائے جا رہے ہیں، رہنماؤں کے دورے ہو رہے ہیں، کتبے، بینر اور دیواریں لکھی جا رہی ہیں اور جمعیۃ کا ہر کارکن اپنے قائدین کی ہدایات کے مطابق شبانہ روز کانفرنس کی تیاریوں میں منہمک ہے۔

اس سے قبل بھی جمعیۃ علماءِ اسلام دو عظیم الشان کانفرنسیں منعقد کر چکی ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کانفرنس ایوبی آمریت کے دور میں اس وقت منعقد ہوئی جب ملک میں ہر طرف سناٹا اور ہُو کا عالم تھا۔ ایوب خان اور اس کے حاشیہ برداروں نے بزعمِ خویش جمہوریت کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل کر دیا تھا۔ اخبارات، ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ ایوب خان کے گھر کی لونڈی بن کر رہ گئے تھے۔ عوام کے جھوٹے خیر خواہوں کے مشوروں سے ایوب خان شہنشاہیت کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا شہری دفعہ ۱۴۴ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ سوچوں پہ پہرے بٹھا دیتے گئے تھے، لاٹھی گولی اور گالی روزمرہ بن چکی تھی، لیکن ان تمام خطرات و واقعات کے باوجود فکرِ ولی اللّٰہی کے حامل، سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے قافلۂ حریت کے حدی خواں، بانی تحریکِ ریشمی رومال کے جانثار اور سید حسین احمد مدنیؒ کے مایہ ناز سپوت کفن بردوش میدانِ کارزار میں کود پڑے۔ لاہور کا موچی دروازہ گواہ ہے کہ فرزندانِ حسین احمدؒ و فداکارانِ ابوالکلامؒ آمریت کے بنیانِ مشید پر ضرب فاروقی لگا رہے تھے اور ایک عالم انگشت بدنداں تھا۔ اس کاروانِ حق آگاہ و حق شناس نے لاہور کی سڑکوں پر آمریت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہوئے مارچ پاسٹ کیا اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی۔ کون نہیں جانتا کہ آمریت کے خاتمہ کے لیے یہ کانفرنس نقطۂ آغاز ثابت ہوئی اور ان بوریا نشینوں نے جمہوری قوتوں کی جرأت مندانہ قیادت کر کے آمریت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ دیا۔

ہم یہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں محسوس کرتے کہ یہی کانفرنس تھی جس نے قصرِ آمریت میں دراڑیں ڈال دی تھیں اور ایوب خان اور اس کے کاسہ لیسانِ ازلی کا سر چکرا کر رہ گیا تھا۔

دوسری کانفرنس آئین شریعت کے مقدس نام سے یحیٰی خان کے دورِ تلبیس میں اس وقت ہوئی جب بعض مخصوص نشریاتی قوتوں اور تجدد پسندوں نے مسلمان عوام کو سوشلسٹ اور اسلام پسند کے

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جلد نمبر ۱۸ - شمارہ نمبر ۱۰

جمعۃ المبارک ۲۳ صفر المظفر، ۷ مارچ ۱۹۷۵ء

سرپرست

مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ

اکرام القادری

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ —— ۳۸ روپے
ششماہی —— ۱۹ روپے
سہ ماہی —— ۹/۵۰

فی پرچہ

۷۵ پیسے

پریمیر پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

دو متصادم گروہوں میں تقسیم کر کے ملک کو خانہ جنگی کی تباہ کن راہ پر ڈال دیا تھا اور معاملہ زبان و بیان سے گزر کر دست و گریبان تک آگیا تھا۔ ان حالات میں آئین شریعت نے ملک کے سادہ لوح مسلمان عوام کو اعتدال کی راہ دکھائی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی مخلصانہ وانتھک مساعی خانہ جنگی کی راہ میں سد سکندری اور کوہ گراں ثابت ہوئیں اب تیسری نظام شریعت کانفرنس کا انعقاد پہلے سے کہیں زیادہ مخدوش و بدتر حالات میں ہو رہا ہے۔

جو کچھ ایوب خان نے اپنے دورِ قہر و استبداد میں کیا تھا۔ تربیت یافتگانِ ایوب وہ تمام تجربات ایک ایک کر کے اپنے دورِ ظلم و تشدد میں دہرا رہے ہیں۔

ان مضبوط مرکز کے حامیوں اور عوام کے غم گساروں نے یحییٰ خان کے دست و بازو بن کر ملک کو دولخت کیا۔ ملک میں عوامی مارشل لاء نافذ کیا اور بالآخر بچے کھچے ملک کو بتدریج ہولناک آمریت کی آغوش میں دھکیل دیا۔ اب عالم یہ ہے کہ جمہوریت کی گاڑی کا پہیہ مکمل طور پر جام ہے۔ قتل و غارت گری اور دہشت گردی ایک عام بات ہو کر رہ گئی ہے۔ عوام کی محبت میں مبتلا ارباب اختیار کا امتیازی نشان ہی یہ بن چکا ہے کہ وہ سیاسی حریفوں کو لاٹھی گولی اور گالی سے شدھ کریں۔

آئے دن من مانی ترامیم کے ذریعہ اسمبلی کو بازیچۂ اطفال بنا دیا گیا ہے، مگر ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اپنی سابقہ تاریخ ساز روایات کی طرح موجودہ تیسری نظام شریعت کانفرنس بھی اسلامی نظام کے احیاء و ابقاء کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ ملکی سیاست پر نظام شریعت کانفرنس کے دور رس نتائج و اثرات مرتب ہوں گے۔ موجودہ عوامی نیتا آمریت کی جس دیوار کو دیوار آہنی تصور کیے ہوتے ہیں وہ شیشہ کا گھر اور ریت کا گھروندا ثابت ہو گی۔

آخر میں ہم جمعیۃ علماء اسلام کے جیالے کارکنوں اور عامۃ الناس سے اپیل کریں گے کہ وہ تعاونوا علی البر کے قرآنی اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دامے درمے قدمے سخنے اس عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنا کر آمریت کے تابوت میں اپنی آخری کیل ٹھونکیں۔

خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

یک جماعتی نظام

بنگلہ دیش میں اپوزیشن کو توڑنے اور شیخ مجیب الرحمٰن کے عہدۂ صدارت پر متمکن ہو کر ایک جماعتی نظام کے نافذ کرنے کے بعد محترم بھٹو صاحب نے تعلّی کے طور پر کہا تھا کہ پاکستان میں ہم یک جماعتی نظام نافذ کر کے جمہوریت کے عمل کو ختم نہیں کریں گے، بلکہ تعرض کے طور پر یہاں تک کہا کہ کہاں ہیں وہ اپوزیشن رہنما جو مجیب کو جمہوریت کا چیمپئن سمجھتے تھے؟ یہ الگ بات ہے کہ بھٹو صاحب خود مجیب کو بڑا بھائی کہہ کر پکارتے رہے۔ چھ نکات کو ایک آدھے نکتے کے علاوہ تسلیم کرتے رہے اور بن بلائے مہمان کی حیثیت سے مجیب کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر ملک کی کشتی کو غرقاب کرنے کا سبب بنے۔

ان تمام حالات و واقعات کے باوجود بھٹو صاحب نے ببانگ دہل کہا کہ ہم جمہوریت کے عمل کو نہیں روکیں گے۔

اب ہمارے دوست اور پڑوسی ملک ایران میں بھی یک جماعتی حکومت کے اجراء کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس مرتبہ محترم بھٹو صاحب کی بجائے جناب عزیز احمد نے یہ یقین دلایا ہے کہ پاکستان میں یک جماعتی نظام رائج نہیں کیا جائے گا، کیونکہ پاکستان کے حالات مختلف ہیں، لیکن حکمران جماعت کے سرکردہ افراد کی طرف سے اس قسم کے بیانات جب ان کے قول و عمل کی میزان پر پرکھے جاتے ہیں تو بالکل برعکس ثابت ہوتے ہیں۔

اس سے پہلے خود مسٹر بھٹو اور ان کے ذمہ دار وزرا کہتے رہے ہیں کہ حکومت کا کسی جماعت پر پابندی لگانے کا ارادہ نہیں۔ حکومت کسی جماعت پر پابندی لگا کر سیاسی عمل میں رکاوٹ بننا نہیں چاہتی، مگر تمام دعووں کے باوجود نیپ پر اچانک پابندی لگائی گئی۔ سرحد کی بے ضرر کابینہ جو بھٹو صاحب کے اشارہ ابرو پر ناچتی تھی توڑا گیا۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔

پھر حکمران جماعت کی کسی بات پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے؟ بھٹو صاحب اور مسٹر عزیز احمد کا یہ کہنا کہ ہم پاکستان میں یک جماعتی نظام نافذ نہیں کریں گے، ان حالات میں کوئی وزن نہیں رکھتا جب کہ پاکستان میں اس وقت بھی عملاً ایک جماعتی نظام نافذ ہے۔ یک جماعتی نظام اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ بنیادی حقوق معطل ہیں۔ اپوزیشن کو اسمبلی کا بائیکاٹ کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

اسمبلی کو من مانی ترامیم کر کے مضحکہ بنایا ہوا ہے۔ ملک کے کسی حصے میں بھی اپوزیشن جلسہ نہیں کر سکتی۔ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ کا عفریت دندنا رہا ہے۔ قائد حزب اختلاف سمیت اپوزیشن کے سرکردہ رہنما اور سرگرم کارکن جیلوں میں ہیں۔ اسمبلی کے ارکان کو جب جی چاہتا ہے لاڑکانہ بلا لیا جاتا ہے۔

ان تمام واقعات کے پیش نظر ہمارے نزدیک پاکستان میں یک جماعتی حکومت ہی نہیں بلکہ عملاً شخصی حکومت ہے۔ فردِ واحد ملک کے سیاہ و سپید کا مالک بنا ہوا ہے۔ اس پر دعوے اور تعلیاں یہ ہیں کہ ہم ایک جماعتی نظام نافذ کرنا نہیں چاہتے۔ حال یہ ہے کہ جس بات کی حکمران تردید کرتے ہیں اس سے شبہ ہوتا ہے کہ اب بھی کچھ ہونے والا ہے ——

مدینہ یونیورسٹی میں

قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے طلباء کی دعوت پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور پروفیسر عبد الغفور صاحب نے طلباء سے خطاب فرمایا۔

قاری عبد الخالق صاحب کی تلاوت کے بعد مولانا محمد اسلم صدیقی نے علماء کی طرف سے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ پروفیسر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ از حد خوش قسمت ہیں کہ اس مقدس فضا میں علوم دینیہ حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے جتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے اسی طرح آپ کی ذمہ داریاں بھی بہت بلند ہیں۔ آپ کو اس عظیم مقصد کے لیے مثالی زندگی اختیار کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اسمبلی میں حضرت مفتی صاحب جیسے لوگ پہونچ گئے تو دینی جماعتیں یک جا ہوئیں۔ ایسے ملک میں جہاں حکمران جماعت نوے فیصد کامیاب ہوئی ہو ملک کے دستور میں یہ لکھوانا کہ ملک کا دستور اسلام ہوگا درحقیقت باہمی اتفاق کا نتیجہ ہے۔ قادیانیت کا وہ سانپ جو ستر سال سے مسلمانوں کے اندر مسلمان کے نام سے رہ رہا تھا وہ اسی اتفاق کی بدولت اپنی موت مرگیا۔ ملکی حالات کے بارے میں حضرت مفتی صاحب زیادہ تفصیل سے تقریر فرمائیں گے لہٰذا میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت مفتی صاحب نے فرمایا:—

عزیز طالبعلمو! جیسا کہ جناب پروفیسر صاحب نے آپ کو خوش قسمت قرار دیا ہے اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ آپ یقیناً اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ مدینۃ الرسول میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زیر سایہ دینی علوم کے حصول میں مصروف ہیں۔

مدینہ منورہ اور دینی علوم کا حصول

دینی علوم کا حصول درحقیقت خود ایک بہت بڑی منقبت ہے۔ آپ کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اساتذہ اور منتظمین کار کے لیے وصیت فرمائی۔

ان رجالاً یاتونکم من اقطار
الارض یضربون اکبار الابل
یطلبون العلم فاستوصوابهم
خیرا۔

جن کے لیے نبی کریمؐ نے وصیت فرمائی ہو ان کا مقام کتنا بلند ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ حضرات کے سامنے ہمارا مخاطب ہونا کوئی ایسی بات نہیں جس سے ہمیں دلچسپی ہو اور ہمیں تو یہ خیال بھی نہیں ہوتا، بلکہ اس پاک شہر میں جہاں ہم سب کو مکمل ادب اور مجسمہ احترام ہونا چاہیے، کچھ بولنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے، لیکن آپ حضرات سے ملنے کو جی چاہتا تھا۔ آپ کی یہ درس گاہ جامعہ اسلامیہ دنیا میں نمایاں اور ممتاز درس گاہ ہے اس کی امتیازی حیثیت قرآن و سنت کے علوم کے ساتھ طلباء کو عملی تربیت دینا ہے۔ میں نے دوسرے ممالک کے جامعات اور مدارس کو بھی دیکھا ہے، مگر یہاں کے ماحول اور وہاں کے ماحول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں کے طلباء کی صورت و سیرت سے باآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان مجموعی حیثیت سے سیاسی پسماندگی میں مبتلا ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں اسی کروڑ مسلمان آباد ہیں، لیکن باہمی اختلافات اور سامراجی طاقتیں انہیں اکٹھا رہنے نہیں دیتیں۔ حالانکہ ہمارا مذہب ایک ہے۔ ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کو آخری راستہ سمجھتے ہیں۔

عربی زبان

لیکن ان وحدتوں کے باوجود ہر مسلمان ملک میں ایک نئی بولی سنائی دے رہی ہے۔ کیوں نہ ہم سب مسلمان مل کر یہ سوچیں کہ اپنے مستقبل کو قرونِ اولیٰ کی طرح ایک بار پھر روشن کرنا ہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے تمام اسلامی ممالک کو عربی زبان کو اپنانا ہے۔ خاص کر پاکستان میں جہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور سرکاری زبان انگریزی قرار دی گئی ہے۔ مشرقی پاکستان جب ہمارے ساتھ تھا دو سرکاری زبانیں تھیں۔ بنگلہ اور انگریزی۔ اور صرف انگریزی زبان باقی

ہے حالانکہ مقامی بولیاں متعدد ہیں۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ قیام پاکستان کو ۲۷ برس پورے ہوگئے ہیں اور ابھی تک ہم پر ایک اجنبی زبان مسلط ہے۔ اگر عربی زبان کو سرکاری زبان رکھتے تو اس سے رابطہ کے لیے اور کوئی زبان مناسب نہیں تھی۔ اس زبان میں کئی صلاحیتیں موجود ہیں۔ ہمارے تمام عربی ممالک میں یہی سرکاری زبان ہے۔ اگر پاکستان کے کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس میں یہ زبان لازمی قرار دے دی جائے تو صرف پانچ سال میں ہمارے ملک کا بچہ بچہ عربی بول سکتا ہے۔ اس زبان سے ہماری عقیدت ہے۔ جب کہ انگریزی کے ساتھ پاکستانیوں کا تعلق نفرت کا ہے۔ ایک ظالم اور خون خوار قوم جس نے ڈیڑھ سو سال ہمیں غلامی کی زنجیروں میں محبوس رکھا۔ اس ظالم قوم کی زبان کو ہم کیسے محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں؟۔

عربی جو قرآن وسنت اور دین کی مرکزی لغت ہے قرآن وحدیث کی زبان کو سیکھنا باعث اجر بھی ہے، ہم خرما وہم ثواب۔ اور اس کی وجہ سے عرب مسلمانوں کے ساتھ اجنبیت ختم ہو جاتی۔ اسلامی اخوت اور سیاسی رشتے ان کے ساتھ اور بھی مضبوط ہو جاتے۔ اور اسی باہمی لسانی ارتباط کی وجہ سے مشترکہ مسائل پر مشترکہ غور کر سکتے۔

عالمِ اسلام کو نئے مسائل و قوانین پر متفقہ غور کی ضرورت

قرآن وحدیث ہمارے قوانین کے ماخذ ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی نظام کے مقابلے میں دنیا کا کوئی نظام اور ازم قابل قبول نہیں اور نہ ہی دنیا کو ہدایت و راہ داری کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہی تمنا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے بڑے مشائخ اور مقتدر علماء دین کا بورڈ منتخب ہو جائے جو تمام دنیائے اسلام کے لیے متفقہ قانون مرتب کرے۔ کم از کم ابتدائی مراحل میں تعزیرات و حدود کے مسائل کو متحدہ طور پر تمام اسلامی ممالک میں چلانے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض ایسے قوانین جو مباحات کے درجہ میں ہیں ہر ملک اپنے ماحول کے اعتبار سے مخصوص رویہ اور علیحدہ طریقِ عمل اختیار کر لے، لیکن حدود و تعزیرات اور اقتصادیات کے مسائل کو مشترکہ طور پر حل کرنا ہے۔

معاشی مسائل کی اہمیّت

آج کل تمام سیاسیات کا محور اقتصادیات کا مسئلہ ہے۔ تمام سامراجی طاقتیں اس جدوجہد میں ہیں کہ اقتصادیات کے مسئلہ کو الجھا کر معاشی بحران پیدا کریں۔ اسرائیل کا وجود عرب کے درمیان صرف اس لیے ہے کہ عرب ممالک تیل کی آمدنی کو خود استعمال نہ کر سکیں۔ جب بھی وہ ترقی کی طرف گامزن ہوں تو اسرائیل کے ساتھ ان کو لڑایا جائے تاکہ ان کے ذرائع آمد صرف قتل وقتال پر خرچ ہو۔ دنیا میں سب سے زیادہ دولت عربوں کے پاس ہے ہم ان کو باثروت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں، لیکن استعمار نے جگہ جگہ مسلمانوں کو معاشی مسائل میں پھنسانے کے لیے باہمی جنگ و جدل کے منصوبے بنا رکھے ہیں۔

اسلامی ممالک کو اقتصادیات و معاشیات اور ایسے بنک کے قیام کا مشترکہ حل نکالنا ہے جس میں سودی نظام کو ختم کیا جا سکے۔ جب بھی لسانی، اقتصادی و معاشی اور دیگر باہمی رشتہ قوی ہو گا۔ ایک دوسرے سے قریب ہوتے جائیں گے۔ آج مسلمان سیاسی طور پر بیرونی طاقتوں کا شکار ہے۔ آج امریکہ اور روس اس کوشش میں ہیں کہ سرحد سے لے کر برما تک ایک لائن بنا کر اسے چین کے مقابلہ میں لڑایا جائے۔ اب ہمارا سب کا فرض ہے کہ پاکستان کو ان بڑے گرگوں سے بچائیں۔

شاہ فیصل کو خراجِ تحسین

میں سعودی حکومت کو بصمیم قلب مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے اسلامی ممالک کو متحد کرنے کی کوشش کی اور جلالۃ الملک فیصل نے تضامن اسلامی کا جو اہم مسئلہ مسلمان ممالک کو باہمی ارتباط اور قریب تر لانے کے لیے پوری فراخ دلی سے پیش کیا۔ اس سے یقیناً عالمِ اسلام کو عظیم قوت نصیب ہو گی۔ وحدت میں قوت ہے۔

سالمیّتِ پاکستان ہر پاکستانی کا فرض ہے

جہاں تک پاکستان کے مسائل کا تعلق ہے یہ بات آپ سب کو معلوم ہے کہ حکمران جماعت کے عزائم، پالیسیاں اور موقف ہمارے عزائم اور موقف کے مخالف ہیں۔ یہ اختلافات صرف اسلام کے لیے اور پاکستان کے تحفظ و سالمیت کی خاطر ہیں۔ ہر پاکستانی خواہ اندرونِ ملک رہے یا بیرونِ ملک کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کی سالمیت اور اس میں اسلامی نظام کی ترویج و نفاذ کے لیے خلوص دل سے کوشاں رہے۔

نیا دستور

پاکستان میں کئی دستور بنے اور منسوخ ہوئے اس آخری دستور کے بارے میں کہا کرتا ہوں کہ اگر اس کو چلانے والا ایک متدین اور قوی ایمان والا مل جائے تو یہ دستور مکمل اسلامی نظام لانے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ دستور میں ایسی خرابی نہیں ہے جو اسلام کے منافی ہو۔ دراصل دستور کو چلانے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سات سال کے عرصے میں رفتہ رفتہ اس دستور کو عملی شکل دی جائے تو بہت آسانی سے اس دستور کو عملی ڈھانچہ میں ڈھالا جا سکتا ہے لیکن افسوس! دستور بنانے کے بعد ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کچھ کام نہیں ہوا۔

جاری ہے

شاہِ دو عالمؐ کی سیرت کا ایک ورق

ضیاء الرحمٰن فاروقی

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جنگی و سیاسی اصول

○ دفاعی منصوبہ ایسا ہونا چاہیے کہ دشمن اپنے حریف کی نقل و حرکت پہچان ہی نہ سکے بلکہ وہ اپنے مخالف کے حربوں سے کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو جاتے۔

○ غزوہ بدر میں دشمن سمجھ رہا تھا کہ مسلمان قافلہ ابوسفیان کے تعاقب میں جا رہے ہیں، مگر آپؐ نے خفیہ طور پر جنگی تیاریاں مکمل کر لی تھیں، کیوں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ قافلہ کے محافظ ابو جہل کی قیادت میں آئیں اور اسلحہ و جنگ کا ارادہ نہ رکھیں۔ اب آپ نے میدانِ بدر میں پہونچنے کے لیے بھی ایسا دشوار گذار راستہ اختیار کیا کہ مجاہدین میں جنگی مہارت بھی پیدا ہو گئی اور دشمن کے خواب و خیال بھی غلط ہو گئے۔

○ پھر آپؐ نے پہلے پہونچ کر میدانِ جنگ کے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔ پانی کے چشموں پر فوجی دستے بٹھا دیے جس سے یہ اصول نکلا کہ دشمن کو جنگ کے موقع پر بھاری جانی نقصان دیا جا سکتا ہے وہاں اسے مالی اقتصادی معاشی بحران میں بھی مبتلا کیا جا سکتا ہے۔ برطانوی دفاعی مبصر جنرل برڈوڈ کے جنگی اصول بھی اسی کا چربہ ہیں [1]

○ نپولین جس نے تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا تھا اس نے یہ اصول بھی آں حضرت ہی سے سیکھا تھا کہ: "جنگوں میں فوج سے سنگینوں کے مقابلے میں ٹانگوں سے زیادہ کام لیا جاتا ہے"

کیونکہ آنحضرتؐ ہی وہ سب سے بڑے سپہ سالار ہیں جنھوں نے اسے اختیار کر کے حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں تھیں۔

○ اُحد میں آپ کو معلوم تھا کہ عبد اللہ بن ابی منافق ہے اور دشمن کا آدمی ہے اس کے باوجود آپ نے پہلی مشاورتی کونسل میں اسے شریک کیا تاکہ کھل کر اس کے نظریات کا علم ہو جائے اور چونکہ وہ مدینہ کا ہے اس لیے اتحاد حجت بھی ہو جائے کہ آں حضرت نے اسے بھی مشورہ میں شریک کیا۔ اور مشاورت کا مقصد یہ تھا کہ مخبروں اور جاسوسوں کی صحیح اطلاعات تک ایک دوسرے کے سامنے رکھ کر جنگی صورتحال سے متعلق رائے لی جائے۔ اس طرح ہر آنے والے کے عزائم و مقاصد اور اس کی شجاعت و جرأت کا بھی پتہ چل جائے گا۔

یہی وجہ تھی کہ جب عبد اللہ بن ابی نے دیکھا کہ میرا مقصد پورا نہیں ہو رہا تو راستے سے پیچھے لوٹ گیا۔

○ آپ جہاں جنگ کے لیے گئے۔ جنگ ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ایک ماہ ایک روز یا تین روز آپؐ نے وہاں قیام ضرور فرمایا — تاکہ دشمن کی قوت کا پتہ چل سکے۔

○ آپؐ جب بھی کسی معرکہ پر گئے مدینہ میں ضرور قائم مقام بنا کر گئے۔

○ آپؐ نے جنگ سے بیشتر رزم گاہ کے مکمل کوائف اور حملہ کی صحیح صورتِ حال خود اپنے صحابہ کو بھی نہیں بتائی۔ تمام جنگیں رازداری سے لڑیں۔ تاہم ہر معرکے میں صحابہؓ سے مشورہ ضرور کیا۔

○ خود معاہدہ پر جان و دل سے قائم رہے مگر جب فریق نے عہد شکنی کی اسے ناقابل فراموش سبق دیا۔

○ ہر جنگ میں آپؐ نے اس اصول کو مدنظر رکھا کہ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی تدبیر و چال سے لڑی جاتی ہے۔

○ آپؐ نے مختلف غزوات و سرایا میں یکے بعد دیگرے بدل بدل کر صحابہؓ کو بھیجا تاکہ تمام صحابہؓ فوجی تربیت حاصل کر لیں اور جنگی امور سے واقف ہو جائیں۔

○ تربیت کے اعتبار سے خواہ جاڑوں کا موسم ہو، جنگ میں خواہ راستے کتنے ہی پُرخطر ہوں، آپؐ نے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اور جب بھی جنگ کا موقع آیا دن ہو کہ رات، لشکرِ اسلام کو کوچ کا حکم دیا۔

○ نپولین کا قول ہے "دفاعی سیاست ضروری ہے کہ فوج کا جرنیل صحیح وقت پر میدانِ جنگ میں پہونچے"

○ معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی جرنیل نے یہ اصول بھی آں حضرتؐ کے دفاعی طریقوں سے اخذ کیا ہے خصوصاً خندق کی عظیم النوع جنگیں آج کے دفاعی مبصر اور جرنیل کے لیے عظیم رہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں۔

○ آپؐ نے دشمن کے جنگی قیدیوں سے ایسا سلوک فرمایا کہ جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

یہ چند ایک اصول آں حضرتؐ کے تمام غزوات سے منقول ہیں۔ یہی اصول تھے جن کے ذریعہ تھوڑے ہی عرصے میں فاران سے گونجنے والی آواز چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔

---

[1] ازحدیث دفاع ص۱۶۱

مولانا ظفر احمد قاسم

آخری قسط :

تنظیم کی اہمیت

اور جماعتی کامیابی کے اصول

یہ ہیں وہ جماعتی کامیابی کے اصول اربعہ جن کے بغیر اسلامی انقلاب کبھی بھی برپا نہیں کیا جا سکتا۔

اب ہمارا جماعتی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہمارا سفر قوموں اور ملکوں کا سفر ہے۔ ہمیں استقامت اولوالعزمی اور فیروزمندی کی طرف جانا چاہیے۔ ہمیں اپنی گم گشتہ سعادت کا سراغ لگانا ہے۔ ہمیں اپنی راہ سے بے شمار رکاوٹیں دور کرنی ہیں۔ ہمیں خطروں اور مصیبتوں کے بیاباں طے کرنے ہیں۔ کیا ایسے عظیم و گراں بار مقصد کے لیے راہ کی درازی اور سفر کی تھکن محسوس کی جا سکتی ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ یہ برسوں کی حرکت قوموں کے سفر کے لیے بمشکل چند قدم کی ہے۔ اگر ہمیں موت سے زندگی، پستی سے بلندی اور ذلت سے شرف و عظمت کی طرف پلٹنا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسے کتنے ہی سفر پیش آئیں گے اور ہر مرتبہ ہمیں نئے عزم اور تازہ ہمت کے ساتھ اٹھنا اور یہ کہ کر بڑھنا پڑے گا کہ ؎ :

مجھے پستیوں سے گلا نہیں کہ ملی ہیں ان سے بلندیاں
میرے حق میں دونوں مفید ہیں خواہ نشیب ہوں یا فراز ہوں

عصرِ حاضر کی آزمائشیں

سو واقعی آج یہی حال ہو رہا کہ آج ایمان پر قائم رہنا اور حق پر ثابت قدمی گویا آگ سے کھیلنا ہے۔ اور جو شخص اس کے لیے تیار نہیں پھر اسے چاہیے کہ شعلہ زار حق پرستی سے ہٹ جائے اور اسے فقط جانبازانِ ایمان کے لیے چھوڑ دے۔ آج ہم بہت بڑی کامیابی بھی حاصل کر سکتے ہیں اور بہت بڑی ناکامی بھی ہمارے حصے میں آسکتی ہے۔ ہمارے ثبات اور حب الوطنی کے لیے آج بہت بڑی آزمائش درپیش ہے۔ آیئے اس پر غالب آجائیں اور اپنی قسمت کی تعمیر میں لگ جائیں۔ ہم سب لوگ اپنے صاحب علم و فضل امیر پر جمع ہو جائیں۔ وہ ہمارا امام ہے وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن و سنت کے تحت اس کے جو احکام ہوں ان کی بے چون و چرا تعمیل و اطاعت کریں اگر ایسا نہیں ہے تو بقول مولانا آزادؒ :

> ” تو پھر یہ نہ جماعت ہے اور نہ اس کا نظم، نہ امت اور نہ ہی قوم، بلکہ ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ جانوراں ہے، یہ زنجیر نہیں جو جہازوں کو گرفتار کر کے لے جا سکتی ہے بلکہ مختلف کڑیاں ہونگی جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں “

ع: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ (اقبالؒ)

تخریب برائے تعمیر

اتمام مضمون سے قبل ایک اہم بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ بعض دفعہ جماعتی تطہیر اور ہنگامی تغیر و تبدل یا بعض بدنام کنندگانِ جماعت کے ہنگامہ و شور و شر سے بعض افراد مستقبل کی مایوسی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر حرمان و غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ بقول مولانا آزادؒ :

” انہیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ یہ دنیائے عالم کون و فساد ہے۔ یہاں پر بننے کے ساتھ بگڑنا بھی ہے اور ہر سمٹنے کے ساتھ بکھرنا بھی ہے۔ جس طرح سنگ تراش کا توڑنا پھوڑنا اسی لیے ہوتا ہے کہ خوبی و دل آویزی کا ایک پیکر تیار کر لے یا کائنات میں جتنا بگاڑ ہوتا ہے وہ کسی بناؤ اور خوبی کے فیضان کے اظہار کے لیے ہوتا ہے۔ تم ایک عمارت بناتے ہو اس کے لیے نہ جانے کتنی چیزوں کو پہلے بگاڑنا پڑتا ہے۔ چٹانیں اگر کاٹی نہ جائیں، بھٹے اگر سلگائے نہ جاتے، درختوں پر اگر آرہ نہ چلتا تو ظاہر ہے کہ عمارت کے اس بناؤ کے ساتھ تمہارا مستقبل کا سکون بھی ظہور میں آتا۔ بلند و بالا اشجار کو کاٹا نہ جاتا تو جہاز تیار نہ ہوتے، اگر کسی کے باغ کی کیاری اجاڑی نہ جاتی تو مالن کی جھولی گلہائے رنگا رنگ سے معمور نہ ہوتی۔ اگر سمندروں میں طوفان نہ اٹھتے تو میدانوں کو زندگی اور شادابی کے لیے قطرۂ بارش بھی میسر نہ آتا، اگر دل کو ہلا دینے والی بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نہ ہوتی تو باران رحمت کا فیضان بھی نہ ہوتا۔ حاصل یہ کہ جس طرح سمندر میں تلاطم، دریا میں طغیانی، پہاڑوں میں آتش فشانی، گرمیوں میں سموم اور تاریکیوں میں ہموم خوش کن مناظر نہ ہونے کے باوجود بھی کائنات ہستی کی درستگی کے لیے مفید اور ضروری ہیں۔ اسی طرح سمجھ لیجیے کہ جماعتی تطہیر، انقلابی تعمیر و درستگی کے لیے بھی ہنگامی طور پر تغیر و تبدل میں بھی بعض دفعہ تخریب و نقصان کی ہولناکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ یہاں تخریب ہی کب ہے۔ جو کچھ ہے وہ تعمیر ہی تعمیر ہے اور مستقبل کی ترقی و عظمت کا پیش خیمہ ہے، لیکن سب سے بڑی بات اکابر کی علمی و عملی وسعت اور سیاسی و فکری بصیرت پر اعتماد ضروری ہے۔

تشکر و امتنان : اللہ تعالیٰ کا فضل و

باقی ص۱۰ پر

حقائق و واقعات

عُمیر الہاشمی

عوامی حکومت کی پالیسی

احتجاج کے نام پر دہشت گردی

صوبائی اسمبلی کا تعطل

سرحد کابینہ کی برطرفی

موجودہ "عوامی حکوت" کی یہ پالیسی رہی ہے کہ ملک کے اندرونی حالات سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے کوئی نہ کوئی سوانگ رچایا جائے۔ حکومت کبھی خارجی مسائل کا سہارا لیتی ہے اور کبھی بیرونی خطرے کا الارم بجاتی ہے۔ یعنی خارجی حالات و واقعات سے عوام کی توجہ ہٹانا ہو تو اندرونِ ملک خلفشار برپا کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر داخلی مسائل سے توجہ ہٹانا مقصود ہو تو بیرونی خطرات کا ہوّا کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

اس مجرب فارمولے کے مطابق جب محترم بھٹو صاحب کا دورۂ امریکہ ان کی اپنی توقع کے مطابق کامیاب نہ ہوا تو داخلی طور پر ایسے اقدامات کیے گئے کہ قوم کو دورۂ امریکہ کے مضمرات پر غور کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ حیات محمد شیرپاؤ کا قتل، عبدالولی خان اور ان کے دیگر رفقا کی گرفتاری، نیپ پر پابندی، احتجاجی جلوسوں کی آڑ میں دہشت گردی دانش گاہوں سے "ناجائز" اسلحہ کی برآمد اور آئین میں معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے من مانی ترامیم سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نیپ پر ڈرامائی انداز میں پابندی، قائد حزبِ اختلاف اور دیگر رہنماؤں کی گرفتاری، صوبہ سرحد میں گورنر راج کا قیام اور اسمبلی کے تعطل کے لیے جواں سال مسٹر شیرپاؤ کے خون کو کام میں لایا گیا تو غلط نہ ہوگا۔ ہمارا یہ دعوئی محض تعلی نہیں بلکہ حالات و واقعات اس پر گواہ ہیں۔

رفیقِ محترم جناب جاوید ابراہیم پراچہ کے بقول پاکستان میں آج تک جتنے سیاسی قتل ہوئے ہیں ان سب کی تحقیقات کے لیے حکومت کی طرف سے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جاتا رہا۔ قطع نظر اس سے کہ کمیشن کس حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شیرپاؤ مرحوم جو سرحد پیپلز پارٹی کے سربراہ اور سینئر وزیر کے علاوہ وزیر اعظم کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ ان کے قتل کے سلسلے میں کسی تحقیقاتی کمیشن کا تقرر عمل میں نہیں لایا گیا۔

کمیشن کا عدم تقرر اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سفاکانہ قتل ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہے۔ تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنے کی بجائے ایک منصوبے کے تحت عبدالولی خان اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کیا گیا۔ نیپ کو توڑا گیا اس کی املاک ضبط اور دفاتر سر بمہر کیے گئے۔ صوبہ سرحد میں اسمبلی کو معطل کر کے گورنر راج غیر نمائندہ مشیروں کے جلو میں قائم کیا گیا۔ حتیٰ کہ ان تمام افراد کو بھی گرفتار کیا گیا جو کسی دور میں بھی نیشنل عوامی پارٹی سے وابستہ رہے ہیں۔ دیگر مخالف جماعتوں کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا گیا۔ خصوصاً جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ۔

عوامی حکومت کے انتقام کی آگ جب اس طرح بھی ٹھنڈی نہ ہوئی تو پیپلز پارٹی اور قیوم لیگ کے پالتوؤں نے ایف۔ ایس۔ ایف کے زیرِ سایہ حزبِ اختلاف کی جماعتوں کے دفاتر اور دکانوں کو تہس نہس کرنے کے لیے ایک تعزیتی جلوس کا پروگرام بنایا۔

شیرپاؤ کے ان غمگساروں نے نیشنل عوامی پارٹی، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام، تحریکِ استقلال، جماعتِ اسلامی اور دیگر مخالف جماعتوں کے دفاتر اور دکانوں کو نذرِ آتش اور لوٹ مار کر کے اپنا غم غلط کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر کا تمام اثاثہ سڑک پر ڈال کر خاکستر کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ خدا کی مقدس کتاب بھی ان کے ناپاک ہاتھوں سے نہ بچ سکی۔ محترم پراچہ صاحب کی روایت کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم مالیات جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کی دکان کو قانون کے محافظوں کی موجودگی میں بر سر عام لُوٹا گیا۔ دکان کا تمام اثاثہ و ادویات سڑک پر پھینک دی گئیں اور نقد آٹھ ہزار روپیہ لوٹ لیا گیا۔ جناب حاجی غلام محمد بلور کی دکان سے تقریباً دس لاکھ روپے کی مالیت کا سامان ان غمگسارانِ شیرپاؤ کی بھینٹ چڑھ گیا۔

بازار کی دوسری منزل پر نیپ کے تمام وکلاء کے دفاتر نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ پشاور شہر انسانوں کی بستی کی بجائے درندوں کا مسکن معلوم ہو رہا تھا۔ محسوس ایسا ہوتا تھا کہ گویا جوالا مکھی آتش بار ہے۔

اسمبلی کا تعطل اور صُوبائی حکومت کی برطرفی

محترم پراچہ صاحب کی رپورٹ کے مطابق جب دورۂ امریکہ سے واپسی بھٹو صاحب بلا تاخیر پشاور پہونچے تو صوبائی کابینہ اور ممبرانِ اسمبلی کا اجلاس بلایا۔

ادھر اجلاس ہو رہا تھا اور اس طرف صوبہ بھر میں جلوسوں اور مظاہروں کے ذریعہ تمام صوبے کا امن درہم برہم کر دیا تھا۔ یہ سلسلہ دو روز تک بلا انقطاع جاری رہا۔ ہر شخص پر عدم تحفظ کا خوف مسلط تھا۔ شرافت و شائستگی کا دامن احتجاج کے نام پر تار تار کیا جا رہا تھا۔ غنڈہ عناصر ضبط و تحمل کو بزدلی سمجھ کر بپھرتے جا رہے تھے کہ شریف شہریوں اور امن پسند عوام نے فیصلہ کیا کہ اگر آئندہ کسی صاحب نے کسی کی دکان کی طرف قدم بڑھایا تو اسے ناقابل فراموش سبق دیا جائے گا۔ تمام دکان دار اپنی بندوقیں اور رائفلیں لے کر دکانیں کھول کر بیٹھ گئے۔

غنڈہ عناصر جلوس کی شکل میں نمودار ہوتے لیکن اپنی روایتی بزدلی کے باعث جرات نہ ہوتی کہ پھر وہی ناٹک رچایا جاتے۔ دو چار جگہ فائرنگ کے واقعات ہوتے، مگر صوبائی حکومت نے موقع کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے جلوس اور جلسے کرنے کی ممانعت کر دی۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ کابینہ اور صوبائی اسمبلی کے اراکین کا اجلاس انہی ایام میں ہو رہا تھا۔ مسٹر بھٹو مصر تھے کہ صوبائی وزراء صوبائی حالات کے پیش نظر مستعفی ہو جائیں۔ مگر مختلف راستوں اور متضاد واسطوں سے آئی ہوئی وزراء کی یہ کھیپ مستعفی ہو کر شیرپاؤ مرحوم کے قتل کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا نہیں چاہتی تھی۔ وزیر اعلیٰ گنڈاپور مسلسل کہتے رہے کہ وزیر داخلہ مرحوم شیرپاؤ تھے۔ صوبہ میں امن و امان قائم رکھنا ان کی ذمہ داری تھی۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بھٹو صاحب کے نزدیک گنڈاپور کابینہ پر مزید اعتماد کیا جانا درست نہیں تھا اور وہ جلد از جلد صوبائی کابینہ کی برطرفی چاہتے تھے۔ صوبائی حکومت جب مستعفی ہونے پر رضامند نہ ہوئی تو اجلاس بغیر کسی فیصلے کے ختم ہو گیا۔ اجلاس کے اختتام پر جب وزراء اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ کر جانے لگے تو ہوم سیکرٹری نے بھٹو صاحب کی منشا کے مطابق دروازے پر متعین چوکیدار کو حکم دیا کہ وہ وزراء کی گاڑیوں پر لہرانے والے پرچم اتار لے۔ پرچم اتارنے کے بعد وزراء کا یہ قافلہ اپنی گاڑیاں چھوڑ کر "عزت و آبرو" کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

ع قہقہے سنگِ ملامت کی طرح برسے
ہم تری بزم سے نکلے بڑے اعزاز کے ساتھ

تعلیمی سطح پر اس تمام افراتفری ہنگامہ آرائی اور ردوبدل کے ساتھ ساتھ طلباء میں بے چینی اور خوف و ہراس پیدا کرنے کے لیے دانش گاہوں سے اسلحہ برآمد کیا گیا۔ پشاور یونیورسٹی خاص طور پر ان تخریب کاریوں اور ہنگامہ پروری کی آماج گاہ بنی ہوئی تھی۔ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن اور غنڈہ عناصر کو مسلح کر کے فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن جمعیۃ طلبہ اسلام، پی۔ ایس۔ ایف اور دوسری طلبا تنظیموں نے اس سازش کو بھی ہر سطح پر ناکام بنا دیا۔

بالآخر حکومت نے یونیورسٹی کو بند کر دیا۔ طلبا کو گھروں میں جانے کے بعد رات گئے نام نہاد چھاپے مار کر اسلحہ برآمد کیا گیا۔ یہ بات کس قدر بعید از فہم ہے کہ طلباء مخدوش حالات میں ہاسٹلوں میں اسلحہ چھوڑ کر خالی ہاتھ گھروں کو چلے جائیں۔

"اسلحہ" برآمد ہونے پر وسیع پیمانے پر جمعیۃ طلباء اسلام، پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن اور دیگر طلباء تنظیموں کے سینکڑوں کارکن گرفتار کیے گئے۔

بقیہ تنظیم کی اہمیت

کرم ہے کہ اس مملکتِ پاکستان کی اس سب سے بڑی دینی و سیاسی جماعت یعنی جمعیۃ علماء اسلام کی علمی و روحانی و سیاسی قیادت و سیادت خدا تعالیٰ نے ان صالحین امت اور جیالِ علوم کے ہاتھ دی ہے کہ جن کا علم مشکوٰۃِ نبوت سے ماخوذ ہے جن کا قدم منہاج نبوت پر استوار ہے جن کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے حکمتِ رسالت کے غوامض و اسرار اور معالجۂ اقوام و طبابتِ ایام کے تمام سرائر و قضایا اس طرح کھول دیے ہیں کہ وہ صحیفۂ کتاب و سنت اپنے ہاتھوں میں لے کر دنیا کی سب مشکلات و تکالیف کے مقابلہ اور ارواح و قلوب کی تمام بیماریوں کی شفا کا اعلان کر رہے ہیں، جن کی آنکھوں میں ایمان کا نور ہے۔ جن کی زبان پر نعرۂ حق و پیامِ امن ہے۔ جن کا عزم ہمالیہ کی طرح بلند، دل آبِ زم زم کی طرح پاک و صاف، فکر دریاؤں کی طرح رواں، علم سمندر کی طرح وسیع و عمیق، عقل چراغوں کی طرح نور افروز ہے۔ بلاشبہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ہم اپنے مریضانِ کارزار کو یہ کہہ سکتے ہیں:

ھؤلاء آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

خاتمۃ الکلام

ان اکابر امت کی قیادت میں آج ہمیں مضبوط عزم کی ضرورت ہے کہ ہم وقت کے سر و سامان کو نہ دیکھیں، بلکہ وقت تو اپنے سارے سامانوں کے ساتھ ہماری راہ تک رہا ہے مشکلیں ہماری راہ میں غبار و خاکستر بننے کو تیار ہیں دشواریاں ہمارے جولانِ قدم کے نیچے خس و خاشاک بن کر پس جانے کو تیار ہیں اور زمانہ ہماری جنبشِ لب پر حرکت کرنے کے لیے بے تاب ہے۔

ع: سفر شرط ہے مسافر نواز بہتیرے

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نہ تو گزشتہ پر ماتم کریں اور نہ حال کے ہمت شکن نظاروں سے افسردہ ہوں، بلکہ پُرعزم اور ولولہ انگیز قدم اٹھائیں اور امید کے ایک نئے آغاز پر دستک دیں ؎:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو!
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

محمد سعید اسعد ملتانی

امیر المومنین

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب خاندان

عثمان نام، ابوعبداللہ اور عمر کنیت، ذوالنورین لقب، والد کا نام عفان والدہ کا نام اروی تھا۔ حضرت عثمانؓ کا خاندان ایّام جاہلیت میں غیر معمولی وقعت و اقتدار رکھتا تھا۔ آپ کے جدِّ اعلیٰ امیہ بن عبدشمس قریش کے رئیسوں میں سے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا خاندان شرافت

نجابت اور عزت کے لحاظ سے عرب میں نہایت ممتاز تھا اور بنو ہاشم کے سوا کوئی دوسرا خاندان اسکا ہمسر نہ تھا۔ حضرت عثمانؓ واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ برس قبل پیدا ہوئے۔ بچپن اور سن رشد کے حالات پردہ خفا میں ہیں۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عام اہل عرب کے خلاف اسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ عہد شباب کا آغاز ہوا تو تجارتی کاروبار میں مشغول ہوئے اور اپنی صداقت دیانت، امانت، راست بازی کے باعث غیر معمولی فروغ حاصل کیا۔

قبولِ اسلام

حضرت عثمانؓ کا چونتیسواں سال تھا کہ مکہ میں توحید کی صدائے غلغلہ انداز بلند ہوئی کو ملکی رسم و رواج اور عرب کے مذہبی تخیل کے لحاظ سے حضرت عثمانؓ کے لیے یہ آواز نامانوس تھی، تاہم وہ اپنی فطری عفت، پارسائی، دیانت داری اور راست بازی کے باعث اس داعیِ حق کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے بالکل تیار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ایمان لائے تو انھوں نے دینِ مبین کی تبلیغ و اشاعت کو اپنا نصب العین قرار دیا اور اپنے حلقۂ احباب میں تلقین و ہدایت کا کام شروع کیا، ایام جاہلیت میں ان کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ارتباط تھا۔ اور اکثر نہایت مخلصانہ صحبت رہتی تھی۔ ایک روز وہ حسب معمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو شروع کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی گفتگو سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے ابھی دونوں بزرگ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کا خیال ہی کر رہے تھے کہ خود حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کو دیکھ کر فرمایا! عثمان خدا کی جنت قبول کر، میں تیری اور تمام خلق کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کا بیان ہے کہ زبانِ نبوّت کے ان صاف و سادہ جملوں میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ میں بے اختیار کلمۂ شہادت پڑھنے لگا اور حلقۂ بگوش اسلام ہو گیا۔

شادی

قبولِ اسلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کو وہ شرف حاصل ہوا جو ان کی کتاب منقبت کا سب سے درخشاں باب ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ آپ کی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا مگر اسلام کے بعد عتبہ کے باپ ابولہب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عداوت و دشمنی ہو گئی تھی کہ اس نے اپنے بیٹے پر دباؤ ڈال کر طلاق دلوا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادی ممدوحہ کا دوسرا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، سے کر دیا حضرۃ عثمان رضی اللہ عنہ، کے متعلق جو بعض نہایت لغو اور بیہودہ روائیتں فرو تر کتابوں میں ہیں وہ تمام تر جھوٹی اور جعلی ہیں اور محدثین نے موضوعات میں شمار کیا ہے

دینی خدمت

نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب

سے اہم فرض مذہب کی خدمت اور اس کی اشاعت و تبلیغ ہے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فرض کے انجام دینے کا ہر لمحہ خیال رہتا تھا۔ چنانچہ جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے تھے ان کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کر کے ان کو دین متین کی طرف دعوت دیتے تھے ایک دفعہ بہت سی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کے پاس جا کر تبلیغِ اسلام کا فرض انجام دیا۔ چنانچہ دو عورتوں نے متاثر ہو کر کلمۂ توحید کا اقرار کیا، دردِ دل سے مسلمان ہوئیں۔

نوشت و خواند

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہؓ میں سے تھے جو اسلام سے پہلے نوشت و خواند سے واقف تھے۔

کتابتِ وحی

آپ کی تحریر و کتابت کی مہارت کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کتابتِ وحی پر مامور کیا تھا اور جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بلا کر لکھوایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شب کے وقت وحی نازل ہوئی۔ حضرت عثمانؓ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسی وقت تعمیلِ ارشاد کی۔

خوفِ خدا

خوفِ خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے۔ جو دل خدا کی ہیبت و جلال سے لرزتا نہیں اس سے کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر خوفِ خداوندی سے آبدیدہ رہتے تھے۔ موت قبر اور عاقبت کا خیال ہر وقت دامن گیر رہتا۔ سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔ مقبروں سے گذرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی، لوگ کہتے کہ جنت و دوزخ کے تذکروں سے تو آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی آخر مقبروں میں کیا خاص بات ہوتی ہے کہ انہیں دیکھ کر آپ بے قرار ہو جاتے ہیں؟

آپ فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہو گیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر اس میں دشواری پیش آئی تو پھر تمام مرحلے دشوار ہوں گے۔

حُبِّ رسولؐ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور آپ کی فدویت و جانثاری کا حق ادا کیا۔ آپ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے اتنی محبت و شیفتگی تھی کہ اپنے محبوب آقا کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی دیکھ کر بے قرار رہتے تھے اور جب بھی کوئی موقع ملتا آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے۔ ایک دفعہ چار دن تک آں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و فاقہ سے بسر کیے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آنکھوں سے آنسو نکل آتے اور اسی وقت بہت سا سامانِ خورد و نوش اور تین سو درہم لا کر بطورِ عطیہ کے پیش کیا۔

حیاء

شرم و حیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتیازی وصف تھا۔ اس لیے مؤرخین نے ان کے اخلاق و عادات کے بیان میں حیار کا مستقل عنوان قائم کیا ہے۔ آپ میں اس درجہ شرم و حیا تھی کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حیا کا پاس و لحاظ کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کبارؓ کا مجمع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے تکلفی کے ساتھ تشریف فرما تھے اور زانوئے مبارک کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا اسی حالت میں حضرت عثمانؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو سنبھل کر بیٹھ گئے اور زانوئے مبارک پر کپڑا برابر کر لیا۔ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے لیے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ عثمانؓ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی بیان فرماتی ہیں۔ حضرت ذوالنورینؓ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ تنہائی اور بند کمرے میں بھی وہ برہنہ نہیں ہوتے تھے۔

احترامِ رسول

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اس قدر ملحوظ تھا کہ جس ہاتھ سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی پھر اس کو نجاست یا محلِ نجاست سے مس نہ ہونے دیا۔ اہلِ بیتِ نبویؐ اور ازواجِ مطہرات کا خاص طور سے پاس و خیال تھا۔ چنانچہ اپنے عہدِ خلافت میں جب اصحاب وظائف کے روزینے مقرر کیے تو ازواجِ مطہرات کا روزینہ سب سے زیادہ مقرر کیا۔

ایثار

آپؓ نے مسلمانوں کے مال میں ہمیشہ ایثار سے کام لیا۔ چنانچہ اپنے زمانہ خلافت میں ذاتی مصارف کے لیے بیت المال سے ایک حبہ نہیں لیا اور اس طرح گویا اپنا مقررہ وظیفہ عام مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم آپ نہیں لیتے تھے۔ اس حساب سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بارہ سالہ مدتِ خلافت میں ساٹھ ہزار درہم کی گراں قدر رقم مسلمانوں کے لیے چھوڑ دی جو در اصل ایثارِ نفس کا نمونہ ہے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ادارہ)

محمد یوسف لدھیانوی

"مسجد میں شراب کی بوتل"!!

۲۰ فروری کی شام کو راقم الحروف کراچی سے ملتان پہونچا۔ اگلے دن صبح سویرے یہ خبر سنی کہ آج رات ساہی وال کے دو دینی اداروں جامعہ رشیدیہ اور جامع فریدیہ پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ دونوں جگہوں سے اسلحہ اور اجامع مسجد رشیدیہ کی صفوں کے نیچے سے "شراب کی بوتل" برآمد کی۔ خبر کچھ ایسی نوعیت کی تھی کہ سن کر عقل ہی سُن ہو جاتے۔ خیال ہوا کہ شاید دینی درس گاہوں کے خلاف کسی نئی سازش کی تمہید تیار ہو رہی ہوگی، لیکن اگلے دن اخبارات کی شہ سرخیوں نے ساری حیرت دور کر دی اور یہ نیا انکشاف ہوا کہ پشاور سے کراچی تک تمام تعلیم گاہوں سے بھاری مقداریں اسلحہ اور شراب برآمد ہوئی۔ گویا کالج اور یونیورسٹیاں درس گاہوں کی بجائے ناجائز اسلحہ کے گودام اور شراب کی بھٹیاں ثابت ہوتی ہیں۔ فیاللجب۔

تعلیم گاہوں کی حیثیت تو خیر جو ہو سو ہو، لیکن "جامع مسجد" اور شراب کی بوتل کا باہمی ربط اب بھی عقل سے بالاتر ہی رہا۔ جامع مسجد کے نمازی مسجد میں نماز پڑھتے پڑھتے "شرابی" بن گئے؟ یا کسی منچلے "شرابی" کو بوتل سمیت مسجد میں سربسجود ہونے کی توفیق ہو گئی؟ یہ معمہ لاینحل ہی رہا اور اس حادثہ میں ایک معماتی پہلو یہ بھی پیدا ہوا کہ ان سطور کا راقم کتنی سال تک اس "جامع مسجد رشیدیہ" میں رہا کم از کم اپنے آٹھ سال دورِ قیام میں تو یہی دیکھا کہ جامع مسجد کا کوئی نمازی شراب کے رنگ و بو سے آشنا نہیں۔ الٰہی! دو تین مہینے میں یہ انقلاب آگیا کہ خانہ خدا شراب کی بوتلوں کا سٹور بن گیا؟

حیرت و استعجاب کے عالم میں ساہیوال کا سفر کیا۔ مولانا حبیب اللہ صاحب رشیدی ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ اور مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مہتمم جامعہ فریدیہ سے ملاقات ہوئی اور اصل حقائق سامنے آئے۔

جامعہ رشیدیہ

جامعہ مسجد رشیدیہ میں پولیس نے کوئی ساڑھے تین بجے جب کہ پورے شہر میں سناٹا تھا مورچے سنبھالے اور مولانا حبیب اللہ صاحب کو بالاخانہ سے طلب فرمایا وہ لباس شب خوابی میں اسی طرح اتر آئے۔ دروازے پر پولیس کے سپاہی استقبال کے لیے حاضر تھے۔ خیال ہوا کہ غالباً گرفتاری کا کوئی پروانہ رات کی تاریکی میں آیا ہوگا۔ اس لیے معزز مہمانوں سے گذارش کی گئی کہ آپ حضرات تیار رہو کہ آتے ہیں اس لیے میں بھی تیار ہو کر حاضر ہو جاتا ہوں۔ بولے نہیں، آپ کو گرفتار کرنا مقصود نہیں۔ بس ذرا ڈی ایس پی صاحب کی بات سُن لیجیے۔

وہ "بہت اچھا" کہ کر مسجد کے احاطہ میں ان کے ساتھ آ گئے۔ صاحب سے ملاقات ہوئی ارشاد ہوا کہ ما بدولت کو اطلاع پہونچی ہے کہ آپ کے مدرسہ میں کسی نے بم رکھ دیا ہے اور ناجائز اسلحہ بھی ہوگا۔ ہم تفتیش کے لیے آئے ہیں "تفتیش" شروع ہو گئی۔ اُوپر نیچے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا، کچھ نہ ملا۔ چھوٹے بچوں کے اٹاچی کیس اور ٹرنک بھی کھول کر بکھیرے گئے۔ دو ایک چاقو نکل آئے۔ حاجی صاحب کے کمرے میں سبزی اور اور گوشت بنانے کی ایک دو چھریاں پڑی تھیں وہ بھی "تحویل" میں لے لی گئیں اور پولیس کے پرچے کی اصطلاح میں انکو خنجر کی حیثیت نصیب ہوئی۔

تہہ خانے کی تفتیش کے لیے کہا گیا اور ارادہ بھی فرمایا گیا، مگر سیڑھیوں ہی سے واپس لوٹ آئے پاس ہی مسجد کی صفیں رکھی تھیں۔ ایک سپاہی نے پُرعزم لہجے میں کہا کہ ان صفوں کے نیچے کچھ ضرور ہوگا۔ صفیں ہٹانا شروع ہوئیں ابھی دو تین صفیں ہٹائی گئی تھیں کہ نیچے سے ایک کمانی دار چاقو اور پانچ چھ اونس ڈیٹول کی آدھی شیشی برآمد ہوئی جس میں سرخ رنگ کا محلول سا تھا۔ اسپرٹ کی ٹوس آ رہی تھی۔ انسپکٹر صاحب نے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا! مولانا یہ کیا ہے؟ اور پھر خود ہی جواب بھی مرحمت ہوا کہ یہ شراب کی بوتل ہے —— ناظم صاحب نے عرض کیا کہ صاحب یہ تو آپ ہی جانتے ہوں گے کہ یہ کیا ہے؟ ہمیں تو سرخ رنگ کی دوائی سی نظر آ رہی ہے۔ نہیں! نہیں! یہ شراب ہے۔ "بہت اچھا" وہی ہوگی۔

اتنے میں ایک سپاہی ادھر سے آیا اور کہا کہ ہمیں برآمدے کے اُوپر کا "دوبارہ" معائنہ کرنا چاہیے .... ابھی چھت پر بھی نہ پہونچے تھے کہ مسجد کے جنوبی بیرونی ددوازے کی ڈیوڑھی پر "اسلحہ" نظر پڑا۔ دو ٹوٹے ہوئے پستول ایک بوسیدہ پیٹی میں چار کارتوس۔ ناظم

صاحب کو اٹھانے کا حکم دیا گیا انہوں نے معذرت کر دی۔

بالآخر یہ ناخوش گوار فرض جناب انسپکٹر پولیس کو ادا کرنا پڑا پولیس نے اپنی کارگزاری کا چارٹر تیار کیا۔ مجسٹریٹ صاحب اور ناظم صاحب کے دستخط لیے اور باہر سے لائے ہوئے دو سبزی فروشوں کے (بحیثیت گواہ) کے مواہیر پہ ثبت کراتے اور "تفتیش" کا عمل مکمل ہو گیا۔

جامعہ فریدیہ

جامعہ فریدیہ شہر سے باہر کی طرف ہے اور اس کے بانی و مہتمم مولانا منظور احمد شاہ ڈسٹرکٹ خطیب ساہی وال کا قیام شہر میں ہوتا ہے۔ ٹھیک یہی وقت جامعہ فریدیہ کی "تفتیش" کا تھا۔ پولیس نے معصوم بچوں کو جگا جگا کر ڈرایا دھمکایا۔ کسی طرح شہر میں مولانا کو اطلاع پہنچ گئی۔ وہ فوراً وہاں پہونچ گئے۔ جاکر دیکھا تو عجیب دلربا منظر تھا۔ دس گیارہ سال کے دو بچے لائن حاضر ہیں اور پولیس افسر بصد جاہ و جلال ان سے پوچھ گچھ فرما رہے ہیں۔ "جرم" یہ تھا کہ ان بچوں کے بکسوں سے قلم بنانے کے "چاقو" برآمد ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں پولیس نے مزید گشت لگایا تو بالا خانے کے ایک کمرے کے بند روشن دان کی بیرونی جانب سے ایک زنگ آلود شکستہ "پستول" برآمد کر لیا۔ کارگذاری کا چارٹر مرتب کیا۔ دستخط لیے اور تفتیش مکمل ہو گئی۔ سنا ہے ان دو معصوم ملزموں کو پولیس تھانے لے گئی لیکن از راہ مراحم خسروانہ ان کو رہائی عطا فرما دی گئی؟؟

ردِ عمل

صبح ہوتی تو مسجد سے شراب اور دو مقدس دینی اداروں سے "ناجائز اسلحہ" کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہر شخص کی زبان پر پولیس کی کارروائی کے خلاف "شرم شرم" کے الفاظ تھے۔ جمعہ کے اجتماعات میں اس کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ مذمت کی قرار دادیں منظور کی گئیں۔

مجلس عمل، متحدہ جمہوری محاذ، جمعیت علماء اسلام پاکستان، جماعت اسلامی، بار روم اور خود عوامی پارٹی کے سنجیدہ حلقوں سے اسے شرمناک حرکت قرار دیا گیا۔۔۔۔

آثار و نتائج

۱۔ اسلام اور اسلامی معاشرہ میں "خانہ خدا" کو جو عظمت و تقدس حاصل ہے وہ کسی باشعور سے مخفی نہیں۔ انگریز برصغیر میں ڈیڑھ سو سال حکمران رہا، مگر اس کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ "مسجد سے شراب" برآمد کرنے کی ذلیل حرکت کرے۔ جن لوگوں نے یہ گھناونا منصوبہ تیار کیا انہوں نے اللہ کے گھر کی حرمت و تقدس کو پامال کر کے نہ صرف خود اپنی قبر ہی جہنم کے انگاروں سے بھری، بلکہ پورے پاکستانی معاشرے پر خدا کے غضب کو ٹوٹ پڑنے کی دعوت دی ہے۔ گذشتہ دنوں حوالات میں علماء کو برہنہ کر کے ان کے ساتھ فاحشہ عورتوں کے فوٹو لیے گئے۔ اب براہِ راست "خانہ خدا" کو "شراب خانہ" بنانے کی سازش کی گئی۔ کیا انسانی تاریخ میں اس سے بڑھ کر بیمار ذہنیت کا مظاہرہ کبھی دیکھنے میں آیا؟

۲۔ اس افسوس ناک واقعہ کا ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے تفتیش کا یہ عمل ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہوا اور اخبارات میں بتایا گیا کہ یہ ملک دشمن عناصر کے خلاف مہم کا ایک حصہ ہے۔ ٹھیک اس تفتیش کے دوران جامع مسجد رشیدیہ سے "شراب کی بوتل" برآمد کرنے سے کیا عوام کو یہ تاثر نہیں ملے گا کہ ملک بھر کی تعلیم گاہوں میں جو "بھاری اسلحہ" برآمد کیا گیا ہے اس کی حقیقت بھی مسجد سے شراب برآمد کرنے سے زیادہ نہیں۔؟

۳۔ اس واقعہ سے پولیس کی کارگردگی کا بھرم بھی اچھی طرح کھل جاتا ہے۔ فرضی مقدمات بنانے کے فن میں پولیس پہلے بھی خاصی نیک نام ہے لیکن اس تفتیش سے تو پولیس کی "نیک نامی" میں ایسا اضافہ ہوا کہ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک یادگار کی حیثیت اختیار کر جائے گی۔

۴۔ اس واقعہ سے عوام میں جو خوف و ہراس کی فضا پھیل گئی اس کا اظہار نوک قلم سے ممکن نہیں۔ ہر شریف آدمی احساس عدم تحفظ کا شکار ہے کہ نہ جانے کس دن رات کے ساڑھے تین بجے تفتیش کا چکر چل جائے اور اس کے گھر سے نہ معلوم کیا کیا نکال لیا جائے!!!

۵۔ اس واقعہ کا سب سے زیادہ تاریک پہلو یہ ہے کہ گندگی اور تعفن سے انسانیت و شرافت دم بخود ہے۔ خود غرضی اور ابلہ فریبی کا یہ آخری نقطہ ہے۔ اب اس سرزمین کا کوئی ٹکڑا دجل و تلبیس کے شیطانی حربوں سے محفوظ نہیں رہا۔ آج اگر مسجد سے شراب کی بوتل برآمد کی جا سکتی ہے اور تہذیب و شرافت کو دم مارنے کی اجازت نہیں تو کل کلاں اس سے بڑے حادثے کی توقع بے جا نہیں۔ جو لوگ اپنی نجس فطرت کے ذریعہ خدا کے پاک گھر کو شراب سے ملوث کر سکتے ہیں انہیں کسی شریف آدمی کی عزت و ناموس کی کیا لاج ہو گی۔؟

جن لوگوں کو قومی خزانوں سے موٹی موٹی تنخواہیں صرف اس مقصد کے لیے دی جاتی ہیں کہ وہ انسانیت کے دامن کو غنڈوں کی دستبرد سے بچائیں، جب انہی کے ہاتھوں سے خدا کے گھر کا دامنِ تقدس تار تار ہو جاتے تو انسانوں کی عزۃ و ناموس کو ٹکے سیر بیچ دینے کے لیے وہ کیوں تیار نہ ہوں گے؟ جن کو خدا سے شرم نہیں وہ انسانوں سے کیوں شرمائیں گے۔

شمس الدین شہید نمبر میں
اشتہار دے کر اپنی تجارت
کو فروغ دیں (ادارہ)

مشاہیرِ اسلام

قدوۃ الفقہاء والمحدثین

سید نفیس الحسینی

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ

آپ بھی اکابر اور مشاہیر علمائے ہندوستان میں سے ہیں اور اس زمانہ میں امام شریعت اور مقتدائے طریقت تھے۔ ایسا فقیہ اور محدّث اس زمانے میں کوئی نہیں گزرا۔ آپ کے اتباعِ سنّت کی یہ حالت تھی کہ ساٹھ ستّر برس تک نمازِ پنجگانہ سے ایک وقت کی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی۔ آپ بھی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ قدس سرہٗ کے اعاظمِ خلفاء میں ہیں اور حضرت مولانا ملوک العلی صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدّث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ میں ہیں، حضرت مولانا محمدؐ قاسم صاحبؒ نے اور آپ نے ساتھ ہی تحصیلِ علم کیا تھا۔ ہندوستان میں علمِ حدیث کی تحقیقات اور معلومات میں آپ اس زمانے میں اُستاذ الکل تھے۔ اکثر فارغ التحصیل طلبہ اور علماء صرف علمِ حدیث کی تحصیل اور تکمیل کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور سند حاصل کرتے تھے ہندوستان سے تا عرب اور عرب سے روم و شام فارس تک آپ کے علم وفضل کی شہرت ہے۔ تعلیم اور تربیت باطنی میں آپ شانِ رفیع رکھتے تھے۔ اکثر علماء اور فضلا اور فارغ التحصیل طلبہ نے آپ سے استفادہ علوم طریقت کا کیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنی مشہور کتاب — "ضیاء القلوب" میں آپ کی اور مولٰینا محمدؐ قاسم صاحب کی نسبت لکھا ہے:

"مولوی رشید احمد صاحب سلمہ‌اللہ، و مولوی محمدؐ قاسم صاحب سلمہ‌اللہ، را کہ جامعِ جمیع کمالاتِ ظاہری و باطنی اند بجائے من فقیرِ راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ معاملہ بالعکس شد کہ او شان بجائے من و من بمقامِ او شان شدم و صحبت او شان را غنیمت دانند، ایں چنیں کسان دریں زمانہ نایاب اند،

ترجمہ: یعنی مولوی رشید احمد صاحب سلمہ‌اللہ، اور مولوی محمدؐ قاسم صاحب سلمہ‌اللہ، کو کہ جامع تمام کمالاتِ ظاہری اور باطنی کے ہیں، بجائے میرے سمجھنا چاہیئے بلکہ مراتب میں مجھ سے بہت زائد، اگرچہ ظاہر میں معاملہ بالعکس ہوا کہ وہ میرے مُرید ہوئے۔ حالانکہ مجھے ان کا مُرید ہونا چاہیئے تھا: ان کی صحبت کو غنیمت سمجھو کہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں:"

ایک روز حضرت حاجی صاحبؒ نے بہنگام قیام مکہ مکرّمہ ارشاد فرمایا کہ بروزِ قیامت اللہ جل شانہ، جب مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ اس قدر دُور و دراز سفر کر کے آئے ہو، کیا ہدیہ لائے ہو، تو میں مولوی رشید احمد صاحبؒ اور مولوی محمدؐ قاسم صاحب کو پیش کرونگا۔ آپ کو حضرت حاجی صاحب اپنے مکتوبات میں "قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم" لکھتے تھے۔ اللہ اکبر اتنا بڑا شیخ کامل مکمل جن حضرات کی نسبت ایسے کلمات ارشاد فرمائے اور ان کی ایسی تعظیم اور تکریم کرے، ان کی علوِّ شان اور مراتبِ جلیلہ اور مناقبِ عظیمہ کی کوئی حد ہو سکتی ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں، بعض کتابیں آپ کی غیر مقلّدین کی رد اور جواب میں ہیں۔ مقلّدین اور غیر مقلّدین میں جو مسائل معرکۃ الآرا اور مختلف فیہ ہیں۔ ان کے متعلق نہایت عمدہ مباحث ان میں موجود ہیں۔

شمس العارفین ص ۸۷

حضرت شاہ سراج الیقین رحمہ اللہ نے اپنے جن معاصر بزرگانِ دیوبند کا ذکر "شمس العارفین" میں فرمایا ہے۔ یہاں ان کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔ ناموں کے ساتھ القاب و آداب حضرت مؤلّف رحمہ اللہ ہی کے تجویز کردہ ہیں، جو بعینہٖ مندرج ذیل ہیں۔

۱۔ منبع العلوم حضرت مولانا محمدؐ قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ

۲۔ قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ

۳۔ جناب مولانا محمدؐ یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ

۴۔ حضرۃ مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندیؒ (والد بزرگوار حضرۃ شیخ الہند)

۵۔ جناب مولانا حکیم فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ (از ارشد تلامذہ حضرۃ نانوتوی و حضرت گنگوہی قدس سرہٗ)

۶۔ جناب مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ (از ارشد تلامذہ حضرۃ حجۃ الاسلام نانوتویؒ)

۷۔ استاذ الکل حضرۃ مولانا محمود الحسن صاحب محدث دیوبندی دامت برکاتہم

۸۔ العلامۃ الفہامہ، اسوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء حکیم الامۃ حضرت مولانا حافظ قاری حاجی محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

۹۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبٹھوی سہارنپوری دامت برکاتہ،

۱۰۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نہٹوری بجنوری رحمۃ اللہ علیہ (از اجل خلفاء حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۱۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائپوری رح (از اجل خلفاء حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رح)

۱۲۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب دیوبندی رح

۱۳۔ جناب مولانا عبد الحق صاحب دہلوی عم فیضہ (صاحب تفسیر حقانی)

۱۴۔ جناب مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب بردوانی دام فیضہ (شاگرد حضرت (حکیم الامت تھانوی رح)

۱۵۔ مولانا مفضل حق صاحب ناروی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ حضرۃ تھانوی رح)

۱۶۔ مولانا محمد حسین صاحب عظیم آبادی رح (تلمیذ حضرت تھانوی رح)

۱۷۔ مولانا حکیم محمد حسین صاحب مانکپوری

۱۸۔ نور بصر لخت جگر مولانا حاجی قاری خلف الصدق فقیر مولف رسالہ ہذا (شمس العارفین) شاہ محمد صادق الیقین صاحب کرسوی رح (تلمیذ و خلیفہ ارشد حضرت قطب الارشاد گنگوہی قدس سرہٗ)

۱۹۔ جناب مولانا احمد علی صاحب فتحپوری مفتی مدرسہ جامع العلوم کانپور رحمۃ اللہ علیہ (از اجل تلامذہ حضرۃ حکیم الامۃ تھانوی رح)

۲۰۔ جناب مولانا الحاج مولوی محمد رشید صاحب زاد فیضہ (از اجل تلامذہ حضرت حکیم الامۃ تھانوی)

۲۱۔ جناب مولانا محمد یحیی صاحب کاندھلوی زاد فیضہ (از ارشد تلامذہ حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رح)

۲۲۔ مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند (خلف الرشید حضرت حجۃ الاسلام نانوتوی)

۲۳۔ جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب نائب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

۲۴۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیری مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند زاد فیضہ

۲۵۔ مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندی زاد فیضہ

۲۶۔ مولانا مرتضی حسن صاحب دیوبندی رح

۲۷۔ مولانا عاشق الہی (میرٹھی) صاحب زاد فیضہ (مرید حضرت قطب الارشاد گنگوہی رح)

۲۸۔ جناب مولانا عبد الہادی صاحب مدراسی زاد فیضہ (مرید حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رح)

۲۹۔ مولانا شبیر احمد صاحب (عثمانی)

۳۰۔ مولانا صدیق احمد مولانا حسین احمد صاحب (مدنی) مہاجرین مدینہ طیبۃ (از خلفاء حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رح)

۳۱۔ جناب مولانا عبد الشکور صاحب کاکوروی عم فیضہ (از اجل تلامذہ حضرۃ مولانا عین القضاۃ رح)

۳۲۔ مولانا حکیم اسحق علی صاحب کانپوری عم فیضہ (از اجل تلامذہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ مولانا شاہ لطف رسول صاحب فتحپوری عم فیضہ (از اجل تلامذہ حضرۃ تھانوی رح)

۳۴۔ مولوی زین العابدین صاحب ناروی عم فیضہ (مرید حضرۃ حکیم الامۃ تھانوی رح)

۳۵۔ مولوی قاری ضیاء الدین صاحب ناروی عم فیضہ (شاگرد مولانا احمد حسن صاحب امروہی رح

۳۶۔ مولوی نور جمال صاحب عم فیضہ (مرید حضرۃ قطب الارشاد گنگوہی رح)

۳۷۔ مولوی حکیم افضل علی صاحب تھلواری (ضلع بارہ بنکی) (خلیفہ حضرۃ حکیم الامۃ تھانوی رح)

"شمس العارفین" کے مطالعہ کے دوران میں معلوم ہوا کہ مولف کتاب رحمہ اللہ حضرت شاہ محمد صادق الیقین صاحب (خلیفہ قطب الارشاد گنگوہی رح) کے والد ماجد ہیں۔ حضرت شاہ سراج الیقین رحمہ اللہ نے اپنے صاحبزادہ والاشان کے ذکر سے بھی کتاب کی زینت دی ہے۔ فرزند ارجمند والد بزرگوار کی حیات ہی رحلت فرما گئے تھے۔

طبیعت متقاضی ہے کہ راقم سطور بھی اپنے مضمون کو ان کے حالات سے آراستہ کرے۔

چنانچہ شمس العارفین سے حضرت شاہ صادق الیقین کا تذکرہ مبارک پیش کیا جاتا ہے۔

نور بصر لخت جگر مولانا حاجی قاری خلف الصدق فقیر مولف رسالہ ہذا شاہ محمد صادق الیقین صاحب کرسوی رحمۃ اللہ علیہ کتب متوسطہ آپ نے مولانا حکیم محمد حسین صاحب مانکپوری سے پڑھیں اور حدیث حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے پڑھی اور باقی کتب درسیہ تفسیر اور فقہ اور منطق وغیرہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت مولانا آپ کی ذہانت کی تعریف کرتے تھے آپ حضرت مولانا کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ آپ طبیب بھی تھے۔ علم طب آپ نے حکیم عبد العزیز صاحب لکھنوی سے پڑھا تھا طبیب حاذق تھے۔

بیعت اوّل آپ نے خاندان قادریہ رزاقیہ میں فقیر کے ہاتھ پر کی اور اس درگاہ کی سجادہ نشینی اور خلافت آپکو سپرد کی گئی

جاری ہے

قومی اسمبلی میں

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے سوالات اور وفاقی وزراء کے جوابات

سوال (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق)

کیا وزیر اقلیتی امور بیان فرمائیں گے؟

(الف) پاکستان میں عیسائی مشنری اداروں مثلاً اسکول کالج، چرچ اور ہسپتال وغیرہ کی تعداد اور ان کی تفصیلات کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت کو ان کی سرگرمیوں کا علم ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے؟

(پ) نیز کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں کی کوششوں سے عیسائی بننے والے مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے؟

جواب: **ملک محمد جعفر وزیر مملکت برائے اقلیتی امور و سیاحت**

(الف) اعداد فراہم کئے جا رہے ہیں۔

(ب) جواب نہیں دیا گیا۔

(پ) جواب نہیں دیا گیا۔

سوال (مولانا عبدالحق) کیا وزیر داخلہ بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا فحش و قابل اعتراض نیز نظریہ و سالمیت پاکستان کے خلاف لٹریچر کی اشاعت پر پابندی عائد ہے؟

(ب) اگر (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ۱۹۷۳/۷۴ء میں اس طرح کے قابلِ اعتراض جن کتابچوں، رسالوں اور لٹریچر پر پابندی عائد کی گئی ہے اسکی تفصیلات کیا ہیں؟

(پ) کیا فحش اور قابل اعتراض لٹریچر کی درآمد پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو گذشتہ ایک برس کے دوران اس طرح ضبط کئے جانے والے لٹریچر کی تفصیلات کیا ہیں؟

جواب: **عبدالقیوم خان وزیر داخلہ ریاستین**

(الف) ہاں

(ب) ایک فہرست "منسلکہ ۱" کے طور پر منسلک ہے لیکن پنجاب اور بلوچستان کی صورت میں یہ مکمل نہیں ہے۔ جہاں سے تاحال مطلوبہ معلومات ملنے کا انتظار ہے۔

(پ) ہاں! ایک فہرست "منسلکہ ۲" کے طور پر منسلک ہے۔

منسلکہ ۱

قابلِ اعتراض کتب کی فہرست جو ۱۹۷۳/۷۴ء کے دوران صوبائی حکومتوں نے ممنوع قرار دیں

۱۔ سندھی کتابچہ بعنوان "چھ لاکھ سندھی مسلمان سان" حکومت سندھ

۲۔ کتابچہ بعنوان "تحریک پریس کانفرنس"
حکومت سندھ

۳۔ اردو کتابچہ بعنوان "پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے پیچیدہ حالات میں ہمارا کردار"۔
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان۔

۴۔ ڈرامہ بعنوان "۱۹۷۳ء کی دستوری حماقت کو سمجھنے کا دلچسپ طریقہ"۔
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان۔

۵۔ "کتاب العام، بچوں کا انسائیکلوپیڈیا"
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان

۶۔ عربی کتاب بعنوان "القرآن عقیدہ و تعلیمیہ"
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان

۷۔ کتاب بعنوان "آزاد کشمیر کا بحران"
حکومت سندھ

۸۔ ٹائیم، شمارہ ۵ نومبر ۱۹۷۳ء
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان۔

۹۔ جریدہ "پیپلز فرنٹ" کا شمارہ مئی ۱۹۷۳ء
حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان، پنجاب۔

۱۰۔ کتابچہ بعنوان "انجمن شہری آزادی" کراچی
حکومت سندھ

۱۱۔ ماہنامہ "جدوجہد" کے جنوری، فروری ۱۹۷۷ء کے شمارے حکومت سندھ، سرحد، بلوچستان۔

۱۲۔ "اردو ڈائجسٹ" شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء
حکومت سندھ

۱۳۔ کتاب بعنوان "بھٹو میرا آقا"
حکومت سندھ، سرحد۔

۱۴۔ بلوچستان میں استحصال و ظلم و تشدد کے خلاف مسلح بغاوت یا پوپلر فرنٹ کی مرکزی کمانڈ کے سیاسی شعبے، نامی تنظیم کے جاری کردہ مئی اور جون کی خبریں۔ حکومت سندھ

۱۵۔ سائیکلوسٹائل شدہ کتابچہ "بلوچ"
حکومت سندھ

۱۶۔ این۔ اے۔ پی کی مرکزی مجلس عاملہ کی قرارداد و کارروائی کے بارے میں اردو اور انگریزی میں چھپا ہوا خط۔ حکومت سرحد

۱۷۔ سائیکلوسٹائل شدہ پوسٹر بعنوان "پاکستان کی مسلح افواج میں پختون انقلاب۔
حکومت سرحد

۱۸۔ ترکی میں مسطائی معیشت کے خلاف شانہ بشانہ۔

ایذا رسانی کے واقعات۔ نامی کتابچہ کا اپریل ۱۹۷۳ء کا شمارہ نمبر ۱۲
حکومت سرحد، بلوچستان، پنجاب۔

۱۹۔ کتابچہ بعنوان "عربوں کا لہو پکار رہا ہے"۔
حکومت سرحد

۲۰۔ کتابچہ بعنوان "بھٹو شاہی کے کارنامے"
حکومت سرحد

۲۱۔ این۔ اے۔ پی کے شعبہ نشر و اشاعت کا شائع کردہ کتابچہ "آئینہ" حکومت سرحد

۲۲۔ کتابچہ بعنوان "پختونوں اور بلوچوں کو سیاسی سطح پر مبارکباد۔ حکومت سرحد

۲۳۔ دھنک پبلیکیشنز۔ لاہور کا شائع کردہ ماہوار جریدہ "شالیمار" کا شمارہ ستمبر۔
حکومت سرحد

۲۴۔ حکیم فیض عالم صدیقی کی کتاب بعنوان "واقعہ کربلا" حکومت سرحد

۲۵۔ کتابچہ بعنوان "ایئر مارشل جناب اصغر خان صاحب کی ایک تاریخی پریس کانفرنس۔
حکومت بلوچستان

۲۶۔ مادر سندھ جبری نوجوانان جمہوری انقلاب کے علمبرداروں کے نام نام کتابچہ۔
حکومت بلوچستان

۲۷۔ بلوچی زبان کا ماہوار اخبار "تپاک راہ"
حکومت بلوچستان

۲۸۔ "قیام پاکستان اور دو قومی نظریہ"
حکومت بلوچستان

۲۹۔ قائداعظم کی للکار حکومت بلوچستان

۳۰۔ قائداعظم کا فرمان حکومت بلوچستان

۳۱۔ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ
حکومت بلوچستان

۳۲۔ مقدمہ ختم نبوّت یعنی مقام محمدیت کی تفسیر حکومت بلوچستان

۳۳۔ پشتو کتابچہ "بھٹوان" حکومت بلوچستان

۳۴۔ پندرہ روزہ اخبار بعنوان "ہمت"

۳۵۔ ہفت روزہ اخبار "ہم لوگ"
حکومت بلوچستان

۳۶۔ اردو کتابچہ بعنوان "آزادی یا غلامی"
حکومت بلوچستان

۳۷۔ اردو ہفت روزہ "لاہور" کے شمارہ ۲۷ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۷۴ء
حکومت پنجاب

۳۸۔ اُردو جریدہ "لائف" کا شمارہ ۳ جنوری ۱۹۷۳ء حکومت پنجاب

منسلکہ ۲

۱۹۷۳/۷۴ء کے دوران کسٹم ایکٹ ۱۹۶۹ء کے تحت مرکزی ریونیو بورڈ کی طرف سے روکے گئے اور ضبط کردہ فحش اور قابل اعتراض لٹریچر کی تعداد اور تفصیلات پر مشتمل فہرست

(الف) تصنیفات جن کی پاکستان میں درآمد پر پابندی ہے

(۱) کتابچہ بعنوان "ترکی کے متحدہ وطن دوست محاذ پوسٹ آفس باکس ۷۔ ڈیوڈ لیخ لکسمبرگ کی طرف سے شائع کردہ ترکی میں فسطائی دہشت کے خلاف شانہ بشانہ۔ ایذا رسانی کے واقعات۔

(۲) ۵ نومبر ۱۹۷۳ء کے رسالہ "ٹائم" کا یورپی شمارہ

(۳) اخبار "عوامی محاذ" لندن

(۴) میجر جنرل ڈی۔ کے پیلٹ کی برق صفت مہم

(۵) رسالہ بعنوان "جدوجہد" جو ۷۰۔ انپلسن روڈ لندن برطانیہ سے شائع ہوا تھا۔

(۶) دھوفر طبی امداد کی اپیل خلیج کمیٹی لندن کی معرفت" اومان و خلیج عرب" کی آزادی کے لئے پاپولر فرنٹ کے ساتھ اتحاد عمل کی کشمیر کمیٹی کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ۔

(۷) یہودیوں کی شاندار داستان جسے پلیٹچنٹ سمرسٹ فرائی ایف۔ آر۔ ایس۔ اے نے لکھا اور پرنیلا، لندھ نے شائع کیا۔

(۸) لندن سے شائع کردہ رسالہ "شعور"

(ب) ۱۹۷۳/۷۴ء کے دوران مرکزی ریونیو بورڈ کی طرف سے ضبط کردہ فحش تصنیفات

(۱) فحش کتابیں	۶۲۳
(۲) فحش رسالے	۶۳۲
(۳) فحش کلنڈر	۴۱۸
(۴) فحش تصاویر	۱۲۲
(۵) فحش تاش	۱
(۶) عریاں فلمیں	۸

ضمنی سوال (مولانا عبدالحق صاحب)

کیا وزیر صاحب کے ذہن میں فحش اور قابلِ اعتراض لٹریچر کا کوئی واضح مفہوم موجود ہے؟

جواب .... نہیں دیا گیا۔

ضمنی سوال (مولانا عبدالحق صاحب)

کیا اخبارات اور رسائل میں عریاں اور نیم عریاں اور بوس و کنار والی تصاویر فحاشی کے ضمن میں آتے ہیں یا نہیں؟

جواب ...... ندارد۔

مکتبہ رشیدیہ لیمٹڈ
(پبلک لیمٹڈ کمپنی)
منظور شدہ سرمایہ ۵۰۰۰۰۰ (پانچ لاکھ): طلب شدہ سرمایہ ۴۰۰۰۰۰ (چار لاکھ روپے)
اغراض و مقاصد
(ا) قرآن و سُنّت کی تعلیمات کی طباعت و اشاعت اور نشر و اذاعت
(ب) کمپنی قرآن پاک، قرآن پاک کی تفاسیر کتب مشتمل بر شروح احادیث، سوانح اور اسلام کے عظیم عُلماء اور بزرگوں کے فکری رشحات کو شائع کرے گی۔
(ج) کمپنی کسی ایسے شخص کی تصنیف و تدوین کردہ کتاب کو شائع نہ کرے گی جس میں مُسلم اجماع کا تتبع نہ کیا گیا ہو یا عقیدۂ ختم نبوت کے منافی ہو یا جس میں صحابۂ کرام کی ناموس کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔
(د) کمپنی کوئی ایسی کتاب شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے ہم مسلک اکابر کی شان میں ذم و تشنیع کا پہلو پایا جاتا ہو
(ہ) وہ کتابیں جو قدیم یا جدید غیر اسلامی نظریات اور تحریکات (جیسے تجدد پرستی، کمیونزم اور سنت کی تشریعی حیثیت کا انکار وغیرہ) کی نمائندگی کرتی ہوں کمپنی انہیں شائع کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔ ایسے ہی کمپنی ان افکار و تحاریک کے علمبرداروں اور بانیوں کے سوانح بھی شائع نہ کرے گی۔
(و) کمپنی قطعی طور پر ایسے ناول، ڈرامے یا کہانیاں شائع نہ کرے گی جن سے اسلامی اخلاقی اقدار مجروح ہوتی ہوں۔
کمپنی کا کل سرمایہ پانچ لاکھ روپے ہے جو دس دس روپے کے پچاس ہزار حصص پر مشتمل ہوگا۔ کمپنی کی منظوری کا سرٹیفکیٹ ۱۰ ۱۲/۳ اور کام کرنے کی اجازت کا سرٹیفکیٹ ۱۲ ۲/۴ کو حاصل کر کے کاروبار شروع کر دیا گیا ہے۔ حصص کی فروخت ۳۰ مئی ۱۹۷۴ء کو بند کر دی جائے گی۔ اگر مطلوبہ رقم پہلے جمع ہو گئی تو پہلے ہی بند کر دی جائے گی۔
اغراض و مقاصد سے متفق اصحاب خط و کتابت کے ذریعہ یا بالمشافہ رابطہ پیدا کریں۔
عبدالرشید ارشد منیجنگ ڈائریکٹر
مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ○ ۳۲۔ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طلباء کی سرگرمیاں

سیّد شمس الدّین شہیدؒ کے کارناموں سے قوم کو باخبر کرنے کیلیے

جمیعۃ طلباءِ اسلام پاکستان کی تمام شاخیں جلسے منعقد کریں

قائد طلبہ
محمد اُسلوب قریشی

ترجمانِ اسلام کے شمس الدین شہید نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔

محمد فاروق قریشی

قائدِ طلباءَ جناب محمد اسلوب قریشی نے جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اسلام کے بے باک مجاہد فخر بلوچستان سیدشمس الدین شہید جو کہ ۱۴ مارچ ؁۷۴ کو بلوچستان میں آمریت کا نشانہ بنے تھے کے کارہائے نمایاں سے قوم کو باخبر کرنے کے لیے جلسہ ہائے عام منعقد کریں۔ پاکستان کے مظلوم عوام کو بتایا جائے کہ پاکستان کی سلامتی کے لیے کس نے قربانیاں دیں اور اس کی سلامتی کے درپے کون ہے؟

کراچی، کوئٹہ، لاہور اور پشاور میں عظیم الشان جلسہ ہائے عام منعقد کیے جائیں۔

خیر پور

جمیعۃ طلباء اسلام خیر پور کے رہنما امیر حمزہ صاحب جو حال ہی میں رہا ہوئے ہیں کے اعزاز میں خیر پور جمیعۃ نے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔ یہ تقریب جس میں خیر پور کے طُلباء کے علاوہ جمیعۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے سابق ناظم جناب محمود الحسن صاحب اور گورنمنٹ کالج شکار پور یونین کے سیکرٹری جنرل جناب ابو بکر صاحب نے شرکت کی۔ مولانا منظر الدین صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر حمزہ نے کہا کہ راہِ حق میں تکلیفیں برداشت کرنا ہمارے اسلافؒ کی سنت ہے اور ہم ہر حال میں اس سنت پر کاربند رہنا باعث نجات سمجھتے ہیں اس لیے ہم دشمنانِ اسلام کا ہر محاظ پر ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

شمولیّت

جمیعۃ طلباء اسلام حلقہ مرے کالج سیالکوٹ کی دعوت پر مرے کالج کے مشہور طالب علم جناب چوہدری محمد اشرف نے اپنے دس ساتھیوں سمیت جمیعۃ طلباء اسلام پاکستان میں شمولیّت کا اعلان کیا ہے۔ مرے کالج یونٹ کے صدر جناب آصف امین سلہریا نے چوہدری صاحب اور ان کے ساتھیوں کو جمیعۃ میں شمولیت پر مبارک باد دی ہے۔

مُلتان

جمیعۃ طلباء اسلام ملتان شہر کے نائب صدر جناب محمد ابراہیم خالد گورنمنٹ کالج آف ٹکنالوجی یونین کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوگئے۔ ان کے مقابل اسلامی جمعیتِ طلبہ کے امیدوار حافظ وقار تھے جن کو زبردست شکست ہوئی

نواب شاہ

جمیعۃ طلباء اسلام ضلع نواب شاہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مقامی دفتر میں منعقد ہوا جس میں تنظیمی امور پر غور وخوض کیا گیا. کافی بحث و تمحیص کے بعد تین تین ارکان پر مشتمل دو کمیٹیاں قائم کی گئیں جو ضلع نواب شاہ کا تنظیمی دورہ کر کے تنظیم کو مستحکم کریں گی اور آیندہ ماہ اپنی کارکردگی کا جائزہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں پیش کریں گی مجلس عاملہ نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ضلعی دفتر محراب پور کی بجائے نواب شاہ میں ہوگا. اور اس فیصلے کو ایک ماہ تک عملی صورت دے دی جائے گی اور یہ بھی طے ہوا کہ کارکنوں کو تربیت دینے کے لیے ضلعی سطح پر ایک تربیتی کیمپ عنقریب نواب شاہ میں لگایا جائے گا۔

شیخوپورہ

جمیعۃ طلباء اسلام ضلع شیخوپورہ کی کنوینگ باڈی کا اجلاس ضلعی کنوینر جناب رضی الرحمٰن، صاحب کی صدارت میں ۲ فروری بروز اتوار عثمانیہ کالج شیخوپورہ میں منعقد ہوا جس میں تنظیم کو مستحکم کرنے کے لیے پورے ضلع میں دورے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اب تک جنڈیالہ، شیر خاں،

خانقاہ ڈوگراں، نارنگ منڈی، میاں علی ڈوگراں کے دورے مکمل ہو چکے ہیں۔

پروگرام کے مطابق جناب رضی الرحمن صاحب، جناب عبدالرشید صاحب جناب ممتاز احمد قریشی صاحب، جناب رشید احمد صاحب، جناب عبدالحکیم صاحب اور جناب نصیر احمد صاحب بہاولپور کا دورہ مکمل کرنے کے بعد ضلعی کارکردگی پیش کریں گے۔

گوگڑاں (تحصیل لودھراں)

جمعیتہ طلباء اسلام لودھراں کے صدر جناب شفیق احمد شیرانی نے گذشتہ دنوں گوگڑاں کا دورہ کیا جہاں پر سکولوں کے طلباء کا اجتماع ہوا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جناب شیرانی نے کہا کہ جمعیتہ طلبا اسلام پاکستان اسلامی نظامِ تعلیم کے لیے جدوجہد کر رہی ہے اور یہ جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ پاکستان کے تمام طلباء اس کوشش کو اپنا مقصد نہ بنالیں۔

اجلاس کے آخر میں ۲۳ طلباء نے جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے اغراض و مقاصد سے متفق ہو کر جمعیتہ میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا۔ بعدازاں مقامی سطح پر انتخاب عمل میں لایا گیا۔

انتخابات

صدر: جناب حفیظ اللہ صاحب
نائب صدر: " عبدالحمید صاحب
ناظم عمومی: " محمد لطیف صاحب
ناظم: " سلطان حامد صاحب
ناظم مالیات: " محمد حسین صاحب
ناظم نشریات: " عبدالخالق صاحب۔

حاصل پور

جمعیتہ طلباء اسلام حاصل پور کا اجلاس بصدارت ڈاکٹر محمد شریف صاحب منعقد ہوا جس میں گورنمنٹ ہائی سکول یونٹ کا انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر: جناب عبدالرشید غوری
نائب صدر: " محمد علی صاحب
ناظم عمومی: " محمد صادق صاحب
ناظم: " ندیم ضیب صاحب۔
ناظم نشریات: " محمد طارق انجم صاحب

محبت پور تحصیل میلسی

صدر: جناب محمد رمضان صاحب
نائب صدر: " سراج حامد صاحب
ناظم عمومی: " محمد امین صاحب
ناظم و خازن: " غلام یٰسین صاحب۔
ناظم نشریات: " محمد حسین صاحب۔

کراچی کے احباب متوجہ ہوں

جمعیتہ طلباء اسلام کراچی ڈویژن کی مجلس عمومی کا اہم اجلاس ۷ مارچ بعد از جمعہ دفتر جمعیتہ طلباءِ اسلام نیو ٹاؤن میں منعقد ہو رہا ہے جس میں مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی صاحب زیدی اور مرکزی ناظم نشریات جناب محمد فاروق صاحب قریشی شرکت کریں گے۔ اجلاس میں کراچی کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد آئندہ طریق کار پر غور و خوض کیا جائے گا۔

تمام دوست وقت پر دفتر پہونچ جائیں۔

ایچ ایچ۔ قریشی
کنوینر جمعیتہ طلباء اسلام کراچی ڈویژن

پیر جو گوٹھ سندھ

صدر: جناب سید کلیم اللہ شاہ۔
نائب صدر: " محمد عبداللہ صاحب
ناظم عمومی: " الٰہی بخش صاحب۔
ناظم: " غلام امجد بلوچ صاحب
خازن: نام صحیح نہیں لکھا۔
ناظم نشریات: جناب عبدالحق صاحب۔

کمالیہ

صدر: جناب شیخ عبدالعزیز صاحب
نائب صدر: " رانا انوار الحق صاحب
ناظم عمومی: " محمد عبداللہ عابد صاحب
ناظم: " احسان الحق صاحب۔
ناظم مالیات: " محمد ریاض شاہد۔
ناظم نشریات: " محمد صابر صاحب۔

مدرسہ بدر العلوم حمادیہ خیرپور

صدر: جناب قمر الدین صاحب
نائب صدر: " حافظ صدر الدین صاحب
ناظم عمومی: " عبدالحمید صاحب بھٹو
ناظم: " عبدالغفور صاحب۔
ناظم مالیات: " شیر محمد صاحب
ناظم نشریات: " علی حسن صاحب۔

اکوال تحصیل تلہ گنگ

صدر: جناب عبداللہ ملک صاحب
نائب صدر: " راجہ سعید خان صاحب
ناظم عمومی: " رستم خان اعوان صاحب
ناظم: " راجہ اصغر خان صاحب
ناظم مالیات: " یار محمد خان صاحب
ناظم نشریات: " محمد حسین صاحب

جلّہ جیم تحصیل میلسی

صدر: جناب محمد اقبال صاحب۔
نائب صدر: " حافظ عبدالرشید صاحب
ناظم عمومی: " میاں محمد اسلم صاحب
ناظم: " جناب امام بخش صاحب
ناظم مالیات: " حافظ حق نواز صاحب
ناظم نشریات: عبدالرحمن صاحب۔

جمعیتہ طلباء اسلام کی تمام ڈاک میکلوڈ روڈ کے پتہ پر ارسال کی جائے۔

حکومت کیا چاہتی ہے؟

خانہ جنگی

محترم ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔

میں ترجمان اسلام کی وساطت سے "عوامی حکومت" سے گذارش کرتا ہوں کہ اخبارات کی سرخیاں ہیں کہ ملک کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور ہاسٹلوں پر پولیس نے کامیاب چھاپے کے بعد بڑی مقدار میں اسلحہ، چرس، عریاں تصویریں اور قابل اعتراض کتابوں کو ضبط کر لیا اور اس سلسلے میں سینکڑوں طلباء گرفتار کر لیے گئے۔ اس سے ہر شہری خصوصاً طالب علم کا ذہن کھٹکتا ہے کہ اگر واقعی ہی بڑی مقدار میں اسلحہ نکالا گیا ہے تو آج تک حکومت کیوں خاموش تماشائی بنی رہی؟ اور کیونکر اس نے فوراً اسلحہ ضبط نہیں کیا؟ اور ایک ہی دن پورے ملک میں اسلحہ منظر عام پر آ گیا اور چھاپے میں صحافی، ریڈیو اور ٹی۔وی کے نمایندوں کی موجودگی بھی محل نظر ہے۔

ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت اس فراڈ کی آڑ میں طلباء یونینوں پر پابندی عائد کرنا چاہتی ہے اور اس کی تقویت وزیر اعلیٰ سندھ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ طلباء یونینوں پر پابندی کا مسئلہ زیر غور ہے۔ تاکہ ان طلباء کو جنہوں نے ایوبی آمریت کے پرخچے اڑائے، جنہوں نے تحریک بحالی جمہوریت میں مثالی کام سرانجام دیا اور جنہوں نے مسئلہ ختم نبوت حل کرایا ایک قیادت سے محروم کر کے ان کے افکار کو منتشر کر دیا جائے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ حکومت نے عراقی اسلحہ کا ڈھونگ رچا کر بلوچستان کی جمہوری حکومت کو برطرف کر دیا اور سرحد کی منتخب گورنمنٹ کے خلاف سازش کی اور اب حکومت نے شیرپاؤ کے قتل کے ذریعے نیپ پر پابندی اور اس کے سرکردہ افراد کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں اسلحہ کی برآمدی کا ڈھنڈورا پیٹ کر طلباء جماعتوں پر پابندی لگانا چاہتی ہے لیکن ہم وزیر اعظم اور چاروں صوبوں کے سپید و سیاہ کے مالکوں کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ حکومت اپنے اس عاجلانہ اور احمقانہ فیصلے پر عملی جامہ پہنا کر بپھرے ہوئے [illegible] کو اپنے خلاف اعلان جنگ کی دعوت دے گی اور حکومت کا یہ موقف قطعاً ناقابل قبول ہے کہ تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی کا سبب طلباء یونینیں ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ آج بھی طلباء کی اکثریت سنجیدہ اساتذہ کا احترام کرتی ہے۔ بعض طلباء، جو کہ اساتذہ کی توہین بلکہ قتل تک کر دیتے ہیں ان کو مناسب سرپرستی کی ضرورت ہے اور یہ حکومت کا فرض ہے اور اس قسم کی حرکتوں کے مرتکب طلباء اکثر حکومت کی بغل بچہ تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں اور حکومت کے اس اقدام کو اس وجہ سے بھی صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس سے تعلیمی اداروں کی فضا پُرامن ہو۔ اس لیے اگر پی پی پی کی گورنمنٹ اس امر میں مخلص ہے تو وہ اپنے طلباء سے کیونکر اسلحہ برآمد نہیں؟ حالانکہ اکثر کالجز میں پی ایس ایف نے اسلحہ کا استعمال کیا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی اس اقدام پر صاد نہیں کیا جا سکتا کہ اس سلسلے میں دینی مدارس کو بھی نہیں بخشا گیا اور وہاں سے شراب کی برآمدگی کا بھیانک ڈرامہ کھیلا گیا۔ حکومت کے اس اقدام کا مقصد نہایت ہی واضح ہے کہ طلباء یونینوں پر پابندی عاید کر کے ڈکٹیٹرشپ قائم کر دی جائے اور ملک کے ہر طبقے کو چھیڑ کر ملک میں خانہ جنگی کرا کے اسے تباہ کر دیا جائے جیسا کہ مفکر اسلام علامہ مفتی محمود صاحب نے فرمایا۔ ختم شد۔

سلیم الرشید کراچی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

میں آپ کے موقر جریدہ ترجمان اسلام کی وساطت سے حکومت آزاد کشمیر اور حکومت پاکستان کی توجہ ایک ضروری مسئلہ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ آزاد کشمیر خصوصاً ضلع پونچھ میں غذائی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ گندم کی قلت کے باعث عوام فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کو اس خالص انسانی مسئلہ کی طرف فوری توجہ دے کر عوام کو فاقہ کشی سے بچانا چاہیے۔

محکمہ سول سپلائی کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے گندم کے کافی ذخائر ہونے کے باوجود محکمہ سول سپلائی عوام کی ضروریات پوری کرنے میں ناکام رہا ہے۔ لہذا حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ آزاد کشمیر کے گندم کے سکیل میں فوراً اضافہ کر کے آزاد کشمیر کے غریب عوام کو بھوک سے بچائیں [illegible] ضلع پونچھ آزاد کشمیر

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

قرآنِ کریم کی بے حرمتی کرنے والوں کو سزا دی جائے

صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت صوبائی امیر جمعیۃ مولانا محمد ایوب جان بنوری نے فرمائی۔ اجلاس میں صوبہ بھر کے تمام نمایندوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ایوب جان صاحب نے فرمایا کہ سیاسیات میں تشدد کا رجحان اب ختم ہونا چاہیئے۔ اس وقت ملک جس نازک ترین صورت حال سے دوچار ہے، اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی اور سیاسی مسائل کو اخوت اور بھائی چارے کے جذبے سے حل کرنے کی کوشش نہ کی تو ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ آپ نے جماعتی تنظیم پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تمام کارکنوں کو چاہیے کہ وہ جمعیۃ کا پیغام گھر گھر پہونچائیں اور عوام کو اسلامی نظریہ حیات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں۔ اجلاس میں نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنانے پر غور کیا گیا اور مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ ملک کی سیاسی، انتظامی اور اقتصادی بدحالی کا واحد علاج نظام شریعت کے اجراء میں ہے لہذا برسرِ اقتدار طبقہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ فوراً ملک میں اسلامی نظام نافذ کرکے ملک کو تباہی سے بچائیں۔

۲۔ آئین میں آئے دن کی یک طرفہ من مانی ترمیمات کا سلسلہ بند کیا جائے۔ اس نوع کی ترمیمات سے آئین بازیچہ اطفال بن جاتا ہے اور آمریت کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے۔

۳۔ نیپ کے تمام رہنماؤں کو رہا کیا جائے تاکہ وہ سپریم کورٹ میں اپنی صفائی دے سکیں اور ریڈیو۔ ٹیلیویژن پر نیپ اور دیگر اپوزیشن جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈہ بند کیا جائے۔

۴۔ اجلاس صوبہ سرحد میں گورنر راج کے قیام کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس قسم کی آمرانہ اور مذموم حرکتوں سے باز آتے ہوئے صوبہ کے اصل نمایندوں پر مشتمل حکومت تشکیل دے

۵۔ شیرپاؤ کے اصل قاتلوں کے ساتھ مولانا شمس الدین شہیدؒ، ڈاکٹر نذیر احمد، خواجہ رفیق، عبد الصمد اچکزئی اور نواب محمد احمد کے قاتلوں کا سراغ لگا کر قرار واقعی سزا دی جائے۔

سرائے نورنگ ضلع بنوں

گذشتہ ہفتہ ضلع بنوں کا ایک اہم اجلاس سرائے نورنگ میں زیر صدارت مولانا حنیف صاحب امیر ضلع منعقد ہوا۔ مولانا حمید اللہ جان نے ضلع بنوں کی تین سال کارگذاری کی مکمل رپورٹ پیش کی۔ اجلاس میں کثیر کارکنوں نے شرکت کی۔ مولانا صدر شہید ایم۔ این۔ اے سینیٹر حاجی شعیب صاحب اور مولانا حبیب الرحمٰن شمالی وزیرستان نے بھی شرکت کی۔ دیگر تنظیمی امور کے علاوہ درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

امیر : مولانا محمد حنیف صاحب

نائب امیر ۱: مولانا علی اکبر صاحب

" ۲: مولانا صاحبزادہ حمید اللہ جان زکوڑی

ناظم عمومی: مولانا حمید اللہ جان نیازی

ناظم ۱ بلال احمد بنوں

" ۲ محمد صدیق صاحب نورنگ

خازن فی الحال مولانا علی اکبر صاحب بنوں۔

قرار دادیں

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کا یہ اجلاس جناب حیات محمد شیرپاؤ کے قتل پر اظہار افسوس کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سیاسی مخالفین کے بجائے حکومت کو چاہیے کہ اصل مجرموں کا سراغ لگائے۔

۲۔ جمعیۃ علماء اسلام پشاور کے دفتر کا سامان جن غنڈہ عناصر نے جلایا اور لوٹا اور قرآن کریم کی بے حرمتی کی انہیں فوراً حکومت سزا دے اور صوبائی جمعیۃ کو ۱۸ ہزار روپے ہرجانہ دے۔

۳۔ ایک قرار داد کے ذریعہ ڈاکٹر مولانا خان محمد کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور بنوں ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں مسجد کی تعمیر کا مطالبہ کیا گیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان

جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا اجلاس امیر شہر جناب شیخ عزیز الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا عبد القدوس صاحب نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی حالات کی نازک

صورت حال کے پیش نظر جمعیۃ کے کارکنوں پر خصوصاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیں ۔ ملک کی بقا و سالمیت کے لیے اجتماعیت کی اشد ضرورت ہے ۔ درج ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں ۔

۱۔ شیر پاؤ کے قتل میں ملوث اصل مجرموں کو بے نقاب کیا جائے اور سیاسی مخالفین کو ظلم و تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے ۔ اگر شمس الدین شہید اور دیگر لوگوں کے قاتلوں کو عبرت ناک سزا دی جاتی تو اس قسم کا واقعہ رونما نہ ہوتا ۔

۔ جمعیۃ پشاور کے دفتر پر لوٹ مار اور قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے والوں کو سزا دی جائے ۔ نیز آمریت کو ختم کر کے جمہوریت بحال کی جائے ۔

آخر میں محترم عبد الرحمن صاحب کے والد نواب رب نواز خان کے لیے دعاء صحت کی گئی ۔

ضلعی رہنماؤں کا دورہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے رہنماؤں نے درج ذیل مقامات کا تنظیمی دورہ کیا ۔ شاہ پور صدر ، شاہ پور شہر ، جھاوریاں ، بھکریار ، چلپانہ سٹیٹ ، بھرت ، لبیرا اور سدہ ۔ ان رہنماؤں مولانا قاری عبد السمیع صاحب ، مولانا مولا بخش ، مولانا جلال الدین ، مولانا عبد الکریم مولانا عبد الماجد صاحب اور حاجی عطاء الرسول شامل تھے ۔

مذکورہ رہنماؤں نے عوام کے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا ۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اگر مصائب و آلام سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے اسلامی راہ پر لگانا ہوگا ۔ مقررین نے معاشرہ کی بڑھتی ہوئی ابتری پر اظہار تشویش کیا اور فحش فلموں ، فحش اشتہارات ، فحش کتابوں اور پمفلٹوں پر حکومت سے پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ۔ دورہ نہایت ہی کامیاب رہا ۔

حضرت درخواستی مدظلہ خانپور تشریف لے گئے !

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی بغرض علاج بیس روز تک کراچی رہے ۔ اس کے بعد خان پور تشریف لے آئے ۔ حضرت کے ہاتھ میں زخم ہوگیا تھا جس کے لیے ملتان نشتر ہسپتال آنا پڑا ۔

ڈاکٹر ایم ایس نے ہاتھ کا آپریشن کیا ۔ ران سے گوشت لے کر ہاتھ پر لگایا گیا ۔ بیس پچیس روز کے بعد زخم تقریباً مندمل ہوگیا ۔ اس دوران حضرت ڈاکٹر عبد الرؤف ہمدانی کے مکان پر قیام فرما رہے ۔ اب حضرت ملتان سے خان پور تشریف لے گئے ہیں ۔

مولانا مفتی محمود صاحب آج کل ملتان میں قیام پذیر ہیں ۔ حضرت مفتی صاحب سے قاسم العلوم ملتان کے پتہ پر رابطہ قائم کیا جائے ۔

حاجی کرامت اللہ رہا ہوگئے

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سالار جناب حاجی کرامت اللہ صاحب جو گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام حیدر آباد کے ایک اجتماع کی صدارت کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیے گئے ، رہا ہوگئے ۔

اطلاع

حضرت مفتی صاحب ۵ مارچ بروز بدھ ۶½ بجے شام کی پرواز سے لاہور پہنچیں گے ۔ ۶ مارچ بروز جمعرات متحدہ جمہوری محاذ کے اجلاس میں شرکت کریں گے ۔ بروز جمعہ ۹½ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں کارکنوں سے خطاب فرمائیں گے ۔ جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھائیں گے ۔

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے زیر اہتمام

جلسہ ہائے عام

بہ سلسلہ نظام شریعت کانفرنس

۷ مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب جامع مسجد اہل سنت والجماعت باغبان پورہ ۔ لاہور ۔
۸ مارچ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد جیا موسیٰ لاہور
۹ 〃 〃 اتوار جامع مسجد پتھر والی سید مٹھا بازار لاہور بعد نماز مغرب ۔
۱۰ 〃 بروز پیر ۔ قصور
۱۱ 〃 〃 منگل بعد نماز عشاء ۔ جامع مسجد آر اے بازار صدر ۔ لاہور ۔
۱۴ 〃 بروز ہفتہ فاروق گنج مدنی مسجد ۔
۱۵ 〃 〃 جامع مسجد قینچی امر سدھو لاہور بعد نماز مغرب

قائد جمعیت کی اپیل

رفقاء محترم ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شیر پاؤ کے قتل کے بعد پشاور میں جس بد امنی کا مظاہرہ ہوا اس نتیجہ میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے دفتر کو آگ لگا دی گئی ۔ تمام سامان تباہ کر دیا گیا حتیٰ کہ قرآن مجید کے نسخے بھی اس کی لپیٹ میں آگئے ۔ اس طرح تقریباً اٹھارہ ہزار روپے کا نقصان ہوا ۔ لہٰذا اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے آپ حضرات تعاون فرمائیں ۔ تاکہ جلد از جلد اس نقصان کی تلافی ہو سکے ۔

نوٹ : رقم ارسال فرماتے وقت وضاحت ضرور فرمائیں کہ یہ رقم صوبائی دفتر کے لیے ہے ۔

محمود

ترسیل زر کے لیے رجوع فرمائیں :

۱۔ مفتی محمود مدرسہ قاسم العلوم ۔ ملتان
۲۔ مولانا محمد ایوب جان بنوری ۔ دفتر جمعیۃ علماء اسلام سرکی گیٹ ۔ پشاور ۔

قائد جمعیۃ ملتان میں :

قائد جمعیۃ علماء اسلام

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

سید شمس الدین شہید نمبر ۱۴ر مارچ کی بجائے نظام شریعت کانفرنس کے موقع پر شائع ہوگا ادارہ

سید شمس الدین شہید نمبر

نظام شریعت کانفرنس کے مبارک موقع پر

ادارہ ترجمانِ اسلام شہیدِ اسلامؒ فخرِ ملت مولانا شمس الدین شہیدؒ کی تابناک زندگی پر **سید شمس الدین شہیدؒ نمبر** شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

۲۱ مارچ ۷۵؁ کا شمارہ ملتِ اسلامیہ کے اس عظیم فرزند اور اسلام کے بے باک مجاہد کے عظیم کردار اور جلیل القدر کارناموں پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز ہوگا۔ جس میں بلوچستان کے اس عظیم سیاسی ڈرامے کے پسِ منظر و تہہ منظر اور سید شمس الدین شہیدؒ کے تاریخ ساز کارہائے جلیلہ پر بالتفصیل روشنی ڈالی جائے گی

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخیں شمس الدین شہید نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں

صفحات ۳۲ قیمت ایک روپیہ

نوٹ: ایجنٹ اور خریدار حضرات مطلوبہ تعداد سے قبل از وقت آگاہ کریں۔